اصول و ضوابط کے ساتھ فقہی مسائل
کو حل کرنے والی ایک عمدہ کتاب

قربانی کے احکام

قربانی کے احکام

مؤلف
مولانا ابو محمد عارفین القادری

القلم بک پبلشرز
القلم
Al-Qalam Book Publisher

اصول وضوابط کے ساتھ فقہی مسائل کو
حل کرنے والی ایک عمدہ کتاب

﴿کتاب الأضحیة﴾

قربانی کے احکام

مؤلف

مولانا ابو محمد عارفین القادری

القلم
Book Publishers

قربانی کے احکام

تالیف	:	مولانا ابو محمد عارفین القادری
تخریج و تحشیہ	:	مولانا ابو محمد عارفین القادری
ناشر	:	القلم بک پبلشرز
تعداد	:	پی ڈی ایف — انٹرنیٹ
صفحات	:	65
اشاعتِ اولیٰ	:	جولائی 2021ء (نفحاتِ حرم ای بک پبلشرز)
اشاعتِ ثانی (ترمیم شدہ)	:	جون 2022ء (القلم بک پبلشرز)

رابطے کے لئے

ای میل	:	arfeenjaipuri@gmail.com
		alqalamscholarsacademy@gmail.com
موبائل نمبر	:	+923333403632
واٹس اپ	:	+923062917133

فہرست مشمولات

پہلا باب

﴿قربانی کی تعریف، ثبوت، حکم اور شرائط﴾

قربانی کی لغوی تعریف:

قربانی فارسی زبان کا لفظ ہے، اردو میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ عربی زبان میں "قربان" مستعمل ہے۔

عربي میں قربان کا لغوی معنی ہے: مَا يَتَقَرَّبُ بِهِ الْعَبْدُ إِلى رَبِّهِ، سَوَاءٌ أَكَانَ مِنَ الذَّبَائِحِ أَمْ مِنْ غَيْرِهَا۔ ([1]) یعنی جس چیز کے ذریعے سے بندہ اپنے رب کا قرب چاہے، چاہے وہ ذبح کے ذریعے ہو یا کسی اور ذریعے سے۔

اردو میں بھی قربان کا تقریباً یہی معنی ہے: وہ چیز جو خدائے تعالی کی راہ میں تصدق کی جائے، بھینٹ، صدقہ، صدقے، بلہاری، نثار، واری، فدا۔ ([2])

لفظ قربانی کا معنی ہے: ذبحِ حلال، وہ جانور جو خدا کی راہ میں ذبح کیا جائے، عید الاضحی کو بکرے دنبے ذبح کرنا۔ ([3]) عربي میں قربانی کے لئے الأُضْحِيَّةُ (ج: الأَضَاحِيُّ) استعمال ہوتا ہے۔ مزید یہ الفاظ بھی استعمال ہوتے ہیں: الضَّحِيَّة (ج: الضَّحَايَا)، الأَضْحَاةُ (ج: الأَضْحَى)۔

قربانی کے دن کو یوم الاضحی اِسی وجہ سے کہتے ہیں کہ لوگ اس دن قربانی کرتے ہیں۔ ([4])

([1]) الموسوعة الفقهية الكويتية، جلد ۵، صفحہ ۷۴، اضحیہ، الالفاظ ذات الصلة

([2]) فیروز اللغات، صفحہ ۹۵۳

([3]) فیروز اللغات، صفحہ ۹۵۳

قربانی کی شرعی تعریف:

علامہ نظام الدین حنفی لکھتے ہیں:

هِيَ فِي الشَّرْعِ إِسْمٌ لِحَيَوَانٍ مَخْصُوْصٍ بِسِنٍّ مَخْصُوْصٍ يُذْبَحُ بِنِيَّةِ الْقُرْبَةِ فِيْ يَوْمٍ مَخْصُوْصٍ عِنْدَ وُجُوْدِ شَرَائِطِهَا وَسَبَبِهَا. یعنی شریعت میں قربانی نام ہے مخصوص جانور کا مخصوص عمر کے ساتھ مخصوص دن میں قربتِ الٰہی کی نیت کے ساتھ ذبح کرنا جبکہ اسکی شرائط اور اسباب موجود ہوں۔([5])

آسان الفاظ میں قربانی کی تعریف یوں بیان کی جاسکتی ہے؛

قربانی کے جانور کا قربانی کے وقت میں قربِ الٰہی کی نیت سے ذبح کرنے کا عمل([6]) قربانی ہے۔

قربانی کا ثبوت:

قربانی قربتِ مالیہ سے ہے یعنی مال خرچ کرکے اللہ تعالی کا قرب حاصل کرنا ([7])، احناف کے نزدیک قربانی واجب ہے([8]) قربانی کی مشروعیت کتاب، سنت اور اجماع سے ثابت ہوتی ہے۔ قربانی قیاسی نہیں۔

([4]) الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، جلد ۵، صفحہ ۷۴، اضحیہ، الالفاظ ذات الصلۃ

([5]) الفتاوی الہندیہ، جلد ۵، صفحہ ۲۹۱، کتاب الاضحیہ وفیہ تسعۃ ابواب، الباب الاول فی تفسیر الاضحیہ

([6]) قربانی میں ذبح رکن ہے۔ (ردالمحتار علی الدرالمختار، جلد ۶، صفحہ ۳۱۳، کتاب الاضحیہ)

([7]) قربانی قربتِ مالیہ سے ہے، قربتِ مالیہ کی دو قسمیں ہیں: (۱) قربتِ مالیہ تملیکیہ (۲) قربتِ مالیہ اِتلافیہ۔ تملیکیہ وہ جس میں مال کو کسی کی ملک کردیا جاتا ہے جیسے صدقات اور اِتلافیہ وہ جس میں مال کو تلف کردیا جاتا ہے جیسے غلام کا آزاد کرنا۔ قربانی میں دونوں مفہوم موجود ہیں۔ عملِ قربانی میں پہلے جانور کا خون بہاکر مال کو تلف کیا جاتا ہے پھر اس کے گوشت کو صدقہ کرکے مالک بنایا جاتا ہے۔ (المبسوط للسرخسی، جلد ۱۲، صفحہ ۸، کتاب الذبائح، باب الاضحیہ)

([8]) امام اعظم، امام محمد، امام زفر، امام حسن اور بمطابق ایک روایت امام ابو یوسف کے نزدیک قربانی واجب ہے۔

قربانی کے وُجُوب (یعنی واجب ہونے) کی دلیل:

قرآنی آیت

اللہ تعالی نے سورہ کوثر میں ارشاد فرمایا: فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ یعنی تو تم اپنے رب کے لئے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔

اس آیت میں قربانی کا اَمر (حکم) ہے، اور امر وجوب کا تقاضا کرتا ہے۔ بعض علما کی رائے یہ ہے کہ وَانْحَرْ سے سینہ پر ہاتھ باندھنا مراد ہے اور بعض علما کی رائے میں سینہ کو قبلہ کی طرف رکھنا (استقبالِ قبلہ) مراد ہے، لیکن ان دونوں رائے میں کمزوری پائی جاتی ہے وہ اس طرح کہ اللہ تعالی نے فَصَلِّ لِرَبِّكَ میں پہلے ہی نماز کا حکم دے دیا ہے، اب اگر سینہ پر ہاتھ باندھنا یا استقبالِ قبلہ مراد لیا جائے تو گویا ایک کام کو کامل طور پر کرنے کے بعد اسی کے ایک حصے کو ادا کرنے کا الگ سے حکم دیا جارہا ہے، اس سے ایک ہی شے کی تکرار لازم آئے گی، اس لئے وَانْحَرْ کو قربانی پر محمول کرنا ہی زیادہ درست ہے۔[9]

حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ اپنی مُسند میں روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

واجب اور فرض میں عملاً کوئی فرق نہیں دونوں پر عمل لازم ہوتا ہے اس لئے کبھی فرض کو واجب اور واجب کو فرض کہہ دیا جاتا ہے جیسے وتر کو فرض اور زکوۃ کو واجب بھی کہہ دیا جاتا ہے۔ لیکن اعتقاداً ان دونوں میں فرق ہے۔ قربانی کا انکار کفر نہیں ہے، کیونکہ واجب کا انکار کفر نہیں ہے۔ واجب کے درجات ہیں جس میں بعض کے مقابلے بعض کی تاکید زیادہ ہوتی ہے جیسے سجدہ تلاوت کی تاکید زیادہ ہے، پھر اس سے کم صدقہ فطر کا درجہ ہے اور پھر قربانی کا درجہ ہے۔ یہ فرق دلائل میں قوت کے اعتبار کی وجہ سے ہے۔ (ردالمحتار علی الدر المختار، جلد ٦، صفحہ ٣١٣، کتاب الاضحیہ)

[9] ائمہ دین کا ایک طبقہ مثلاً عبداللہ بن عباس، عطا، مجاہد، عکرمہ، حسن بصری رضی اللہ عنہم وانحر سے قربانی مراد لیتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر، جلد ٨، صفحہ ٤٧٦، سورۃ الکوثر)

مَنْ وَجَدَ سَعَةً فَلَمْ يُضَحِّ، فَلَا يَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا۔ یعنی جو شخص وسعت رکھتا ہو اور قربانی نہ کرے تو وہ ہرگز ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے۔(10)

حدیثِ مبارکہ میں بیان کردہ وَعید قربانی کے وجوب کی دلیل ہے اسلئے کہ ترکِ واجب پر تاکیدی وعید نہیں آتی۔(11)

قربانی کی شرعی حیثیت (حکم):

حکم کے اعتبار سے قربانی کی دو قسمیں ہیں(12): (1) واجب قربانی (2) نفل و مسنون قربانی

واجب قربانی		
صرف غنی پر واجب ہوتی ہے	یہ قربانی کے دنوں میں سنتِ ابراہیمی باقی رکھنے اور اللہ تعالی کی طرف سے عطا کردہ زندگی کے شکرانے کے لئے واجب ہوتی ہے	مثلاً مالدار شخص پر قربانی کے دنوں میں مخصوص جانور کا ذَبح کرنا واجب ہوتا ہے۔
صرف فقیر پر واجب ہوتی ہے	یہ قربانی کی نیت سے جانور خریدنے کے سبب واجب ہوتی ہے(13)	مثلاً فقیر نے قربانی کی نیت سے جانور خریدا اس پر اس جانور کی قربانی واجب ہے اور غنی اگر خریدتا تو اس خریدنے سے قربانی اس پر واجب نہ ہوتی۔ یہ منت کی قبیل سے ہے۔

(10) مسند امام احمد بن حنبل، جلد ۱۴، صفحہ ۲۴، مسند المکثرین من الصحابہ، مسند ابی ہریرہ
یہی وہ حدیث ہے جس سے ائمہ احناف نے وجوب کا حکم فرمایا۔ (فتاوی مصطفویہ، صفحہ ۵۸۶)

(11) المبسوط للسرخسی، جلد ۱۲، صفحہ ۸، کتاب الذبائح، باب الاضحیہ

(12) بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، جلد ۵، صفحہ ۶۱، کتاب التضحیہ

(13) خریدنے کے سبب قربانی واجب ہونا نذر ماننے کے قائم مقام ہے۔ (بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، جلد ۵، صفحہ ۶۲)

غنی اور فقیر دونوں پر واجب ہوتی ہے	یہ منت کی وجہ سے واجب ہوتی ہے	مثلاً کوئی شخص کہے کہ مجھ پر اللہ تعالی کے لئے بکری یا گائے کی قربانی ہے۔۔یا۔۔اس بکری یا اس گائے کو قربان کرونگا۔

نفل و مسنون قربانی [14]
1۔ مسافر کی قربانی 2۔ فقیر کی وہ قربانی جس میں جانور کی خریداری کے وقت قربانی کی نیت نہ ہو۔۔یا۔۔ جانور میں حصہ لیا ہو 3۔ غنی کی ایک سے زائد قربانی [15] 4۔ نابالغ کی قربانی

شرائطِ قربانی کی تقسیم:

عام طور پر فرض یا واجب دو طرح کی شرائط پر مشتمل ہوتا ہے؛

شرائطِ وجوب (واجب ہونے کی شرائط):

یعنی ایسی شرائط جس کے پائے جانے کے سبب متعلقہ عمل لازم قرار پائے۔

شرائطِ ادا (ادائیگی کی شرائط):

یعنی ایسی شرائط جس کے پائے جانے کے سبب متعلقہ عمل کی ادائیگی درست قرار پائے۔

([14]) بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، جلد ۵، صفحہ ۶۳، کتاب التضحیہ

([15]) بہارِ شریعت، جلد ۳، حصہ ۱۵، صفحہ ۳۵۲

واجب قربانی تین طرح کی ہیں، یہ کس پر واجب ہے کس پر نہیں ان کی شرائط میں تھوڑا فرق ہے، لیکن ادائیگی کی شرائط میں کوئی فرق نہیں ہے۔

یاد رہے شرائطِ وجوب کا قربانی کے وقت میں پایا جانا ضروری ہے، اگر کوئی ایک شرط نہ پائی گئی تو قربانی واجب نہیں ہو گی۔

دونوں طرح کی شرائط چارٹ کی صورت میں درج ذیل ہے؛

شرائطِ وجوب (واجب ہونے کی شرائط)	
غنی پر ایامِ نحر میں بطور شکرانہ واجب ہونے والی قربانی	(1) مسلمان ہونا (2) مقیم ہونا (3) آزد ہونا (4) بالغ ہونا (5) مالکِ نصاب ہونا (6) نصاب کا قرض سے فارغ ہونا
جانور خرید لینے کی وجہ سے واجب ہونے والی قربانی	(1) مسلمان ہونا (2) آزاد ہونا (3) عاقل ہونا (4) بالغ ہونا (5) فقیر کا بنیتِ قربانی جانور خریدنا
منت کی وجہ سے واجب ہونے والی قربانی	(1) مسلمان ہونا (2) آزاد ہونا (3) عاقل ہونا (4) بالغ ہونا (5) منت کے جملے زبان سے کہنا
شرائطِ ادا (ادائیگی کی شرائط)	
(1) قربانی کے جانور (2) قربانی کا وقت (3) قربِ الٰہی کی نیت (4) ذبح کرنے کا عمل	

دوسرا باب

﴿شرائطِ وجوب اور اسکے تفصیلی احکام﴾

پہلی فصل: غنی پر ایامِ نحر میں بطور شکرانہ واجب ہونے والی قربانی کی شرائط

(1) مسلمان ہونا

○ مسلمان سے مراد وہ شخص ہے جو اسلام کے بنیادی عقائد (ضروریاتِ دین) پر ایمان رکھتا ہو۔

○ اگر کسی غیر مسلم نے جانور میں حصہ لیا تو بقیہ کسی کی طرف سے بھی قربانی ادا نہیں ہو گی۔ اسلئے کہ قربانی قربت یعنی نیکی کا کام ہے اور کافر اہلِ قربت([16]) میں سے نہیں ہے۔ سب کی طرف سے اس لئے ادا نہیں ہو گی کہ اِراقۃ الدم ایک عمل ہے جو جزئیت کو قبول نہیں کرتا، شرکت کی اجازت نص کی بنا پر دی گئی ہے۔ (اراقۃ الدم کی تفصیل شرکت کے بیان میں آئے گی)

(2) مقیم ہونا

○ مقیم ہونا شرط ہے، مسافر پر قربانی واجب نہیں ہے، اس لئے کہ قربانی مخصوص وقت میں مخصوص جانور پر واجب ہوتی ہے اور اگر مسافر پر قربانی واجب کر دی جائے تو سفری معاملات میں مشکلات پیش آجائیں گی اور وہ سخت آزمائش میں مبتلا ہو جائے گا، لہذا اس کو حرج میں نہیں ڈالا گیا اور قربانی واجب نہیں کی گئی۔

([16]) اہلِ قربت: یہ ان افراد کو کہتے ہیں جو نیکی کرنے اور برائی سے بچنے کا ارادہ کرتے ہوئے اللہ تعالی کا قرب حاصل کرنے کی اہلیت رکھتے ہوں۔

○ حج کرنے والے جو مسافر ہوں اُن پر قربانی واجب نہیں اور مقیم ہوں جیسے مکہ مکرمہ کے رہنے والے تو اُن پر واجب ہے۔

(3) آزاد ہونا

○ غلام پر قربانی واجب نہیں ہے، کیونکہ قربانی مالی عبادت ہے اور مالی عبادات غلام پر واجب نہیں ہوتی، جیسے زکوۃ اور صدقہ فطر۔

(4) بالغ ہونا[17]

○ قربانی واجب ہونے کے لئے بالغ ہونا شرط ہے یا نہیں، اس میں فقہائے کرام کا اختلاف ہے، صحیح قول کے مطابق بالغ ہونا شرط ہے، نابالغ پر قربانی نہ خود اس پر واجب ہے نہ اس کی طرف سے اسکے والد پر واجب ہے۔[18]

○ نابالغ کی طرف سے قربانی کرنا بہتر ہے تاکہ اختلاف سے بچ جائیں۔

○ بالغ کی جانب سے نیابت و وکالت صراحتًا بھی جائز ہے اور دلالتًا بھی۔

---

[17] دراصل شیخین اور امام محمد و زفر رحمھم اللہ کا اس شرط میں اختلاف ہے، شیخین کے نزدیک بالغ اور عاقل ہونا شرط نہیں ہے لہذا اِن کے نزدیک نابالغ اور مجنون پر قربانی واجب ہے، لیکن امام محمد اور امام زفر کے نزدیک بالغ اور عاقل ہونا شرط ہے۔ بالغ کے معاملے میں فتوی امام محمد و امام زفر کے قول پر ہے اور عاقل کے معاملے میں شیخین کے قول پر فتوی ہے۔ (بدائع الصنائع)

[18] بہارِ شریعت، جلد ۳، حصہ ۱۵، صفحہ ۳۳۲

اس کی وجہ بدائع الصنائع میں بیان کی گئی ہے کہ اصل یہ ہے کہ ایک انسان پر لازم ہونے والی شے کسی دوسرے انسان کے ذمے نہیں ڈالی جاتی خصوصا قربات میں۔ اللہ تعالی کا فرمان دلیل ہے وَأَنْ لَيْسَ لِلإِنْسَانِ إِلا مَا سَعَى رہا معاملہ صدقہ فطر کا تو اس کی خصوصیت پر نصوص موجود ہے لہذا اُسے مستثنی رکھا گیا ہے اور قربانی کا معاملہ مذکورہ عمومی اصول پر باقی رکھا گیا۔ (بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، جلد ۵، صفحہ ۶۵، کتاب التضحیہ)

○ عاقل ہونا شرط نہیں ہے، لہذا مجنون کی جانب سے اس کے باپ پر قربانی واجب ہے جبکہ مجنون مالکِ نصاب نہ ہو۔([19])

○ اگر مجنون مالکِ نصاب ہے تو اسکے مال سے قربانی کی جائے گی۔

(5) مالکِ نصاب ہونا

○ یہاں مالکِ نصاب سے مراد وہ شخص ہے جس پر صدقہ فطر واجب ہوتا ہے نہ کہ وہ شخص جس پر زکوۃ واجب ہوتی ہے۔

○ زکوۃ میں مال کا نامی ہونا ضروری ہے جبکہ صدقہ فطر اور قربانی میں نامی ہونا ضروری نہیں ہے، لہذا جس کے پاس حاجتِ اصلیہ سے زائد جتنا سامان ہے اسکی مالیت چاندی کے نصاب تک پہنچ گئی تو قربانی واجب ہو گی مثلا دو مکان ہیں ایک میں خود رہتا ہے اور ایک کرایہ پر دیا ہوا ہے جس کی مالیت لاکھوں میں ہے، تو ایسے شخص پر قربانی واجب ہے اگرچہ نفع نہ بچنے کی وجہ سے زکوۃ واجب نہ ہو۔([20])

○ قربانی میں ساڑھے باون (52.5) تولہ چاندی کا نصاب دیکھا جائے یعنی اس کی مارکیٹ ویلیو کے برابر رقم، پرائز بونڈز یا حاجتِ اصلیہ کے علاوہ سامان موجود ہے تو قربانی واجب ہو جائے گی۔([21])

([19]) بدائع الصنائع، جلد ۵، صفحہ ۶۴ (اسی طرح کتبِ فقہ میں ہے، صرف بلوغت کا استثنا موجود ہے۔)

([20]) فتاوی رضویہ، جلد ۲۰، صفحہ ۳۶۱

([21]) فتاوی رضویہ، جلد ۲۰، صفحہ ۳۷۰۔۔۔ردالمحتار علی الدر المختار، جلد ۶، صفحہ ۳۱۲

بہارِ شریعت میں ہے: جو شخص دو سو درہم یا بیس دینار کا مالک ہو یا حاجت کے سوا کسی ایسی چیز کا مالک ہو جس کی قیمت دو سو درہم ہو وہ غنی ہے اوس پر قربانی واجب ہے۔ (بہارِ شریعت، جلد ۳، صفحہ ۳۳۳) دو سو درہم سے مراد 52.5 تولہ چاندی ہے اور بیس دینار سے مراد 7.5 تولہ سونا ہے۔

○ اگر کسی کے پاس پانچ (5) تولہ سونا ہے اور اس کے علاوہ کچھ نہیں تو اس پر قربانی واجب نہیں ہے،[22] مگر ایسی صورت بہت نادر ہے، عموماً لوگوں کے پاس ایسا کچھ نہ کچھ ضرور رکھا ہوتا ہے جو ان کی حاجتِ اصلیہ کے علاوہ ہوتا ہے لہذا خوب غور و فکر کر لیا جائے۔

○ کوئی شخص مالکِ نصاب ہے مگر سونے، چاندی، بندھے ہوئے پیسے کی صورت میں ہے۔۔ یا۔۔ ایسا سامان ہے جسے بیچنا نہیں چاہتا، اگر قرض لیکر قربانی کرنا چاہتا ہے تو کر سکتا ہے، لیکن بہتر یہی ہے کہ قرض نہ لے پیسے چھُٹے کروالے، سونے چاندی کا کوئی حصہ / جزو بیچ کر قربانی کرے کیونکہ قرض بہر حال قرض ہے اور موت کا بھروسہ نہیں ہے۔

○ کوئی شخص مالکِ نصاب ہوا مگر ساتھ ہی ایسا خرچہ بھی ہونا باقی ہے جو اس کی حاجتِ اصلیہ میں مستغرق ہے، اگر اس خرچ کو نکالا جائے تو نصاب باقی نہیں رہتا، ایسے شخص پر قربانی واجب نہیں ہے۔ مثلاً بقر عید سے دو دن پہلے تنخواہ کے ساتھ بونس بھی مل گیا اور نصاب مکمل ہو گیا مگر گھر کا کرایہ، مہینہ بھر کا راشن، بجلی کا بل وغیرہ اخراجات بھی ہیں، ایسے شخص پر قربانی واجب نہیں ہے۔[23]

○ چاندی کا نصاب اس لئے رکھا گیا ہے کہ یہ سونے سے سستا ہے اور اس میں فقرا کا نفع ہے، بالفرض اگر ایسا وقت آئے کہ چاندی مہنگی اور سونا سستا ہو تو اُس وقت سونے کا نصاب معیار ہو گا۔

○ قربانی کے دنوں میں مال پر قبضہ و تصرف ہونا ضروری ہے، لہذا اگر مالکِ نصاب ہے مگر فی الوقت مال موجود نہیں تو قربانی واجب نہیں۔ مثلاً کسی کو قرض دیا ہوا ہے اور وہ فی الحال دینے سے انکار کرتا ہے۔

---

[22] اس مسئلے میں ہمارے بعض علمائے کرام مثلاً استاذ العلماء مفتی محمد اکمل قادری حفظہ اللہ کی رائے یہ ہے کہ صرف چاندی کا نصاب دیکھا جائے گا، لہذا اگر سونا 5 تولہ موجود ہے اور کچھ نہیں تب بھی قربانی واجب ہے۔

[23] بہارِ شریعت، جلد ۳، حصہ ۱۵، صفحہ ۳۳۳

قربانی میں مالکِ نصاب کی تفصیل درج ذیل ہے:([24])

مالکِ نصاب	
چاندی کا نصاب	ساڑھے باون تولہ (612.67 گرام)
سونے کے برتن اور زیورات وغیرہ	ساڑھے سات تولہ سونا (87.53 گرام)
کرنسی، بانڈز وغیرہ	ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت
حاجتِ اصلیہ (زندگی کی بنیادی ضروریات) سے زائد سامان	زائد سامان کی مالیت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر یا زیادہ ہو

یہ سامان حاجتِ اصلیہ میں شامل ہیں	رہنے کا مکان	گھر کا ضروری سامان	سواری کے لئے گاڑی	پہننے کے کپڑے	فریج
	قرض	ضرورت کی کتابیں	پیشہ ورانہ مقاصد یا حصولِ علم کے لئے ٹی وی، کمپیوٹر، موبائل		

یہ سامان حاجتِ اصلیہ میں شامل نہیں ہیں	کرائے پر دیا ہوا مکان یا خالی پلاٹ	اضافی گاڑیاں	آلاتِ موسیقی، تفریح اور کھیل کود کا سامان
	غیر ضروری کتابیں جیسے ڈائجسٹ ناول وغیرہ	بچیوں کے لئے بنایا جانے والا زیور، سامان، مکان وغیرہ	
	تزئین و آرائش کا سامان جیسے ڈیکوریشن، شوپیز، پینٹنگز وغیرہ		اضافی قرآن

([24]) یہ چارٹ استاذ الاساتذہ مفتی معاذ مدنی حفظہ اللہ کے نوٹس سے ماخوذ ہے۔

حاجتِ اصلیہ کسے کہتے ہیں	زندگی گزارنے کی بنیادی ضروریات حاجتِ اصلیہ کہلاتی ہیں جن کے بغیر زندگی گزارنا انتہائی مشکل اور دشوار ہوتا ہے، جیسے رہنے کا مکان، گھر کا ضروری سامان وغیرہ۔

(6) نصاب کا قرض سے فارغ ہونا

○ قرض خواہ (قرضہ دینے والا) اور مقروض (قرضہ لینے والا) کے الگ الگ احکام ہیں، تفصیل یہ ہے:

○ قرض خواہ

- اگر قرض میعادی ہے یعنی مقررہ مدت کے لئے قرضہ دیا ہے، اُس سے پہلے مقروض سے مطالبہ نہیں ہو سکتا۔۔یا۔۔ ظنِ غالب ہے کہ مطالبہ کرنے پر بھی ادا نہیں کرے گا اور فی الحال نصاب کامل بھی نہیں ہے تو قربانی واجب نہیں ہے۔
- اگر ظنِ غالب ہو کہ مطالبہ کیا جائے تو قرضہ مل جائے گا تو کم از کم قربانی کی رقم کی مقدار تک کا مطالبہ کرنا واجب ہے۔
- ایامِ قربانی گزرنے کے بعد قرضہ مل گیا تو قربانی واجب نہیں ہے۔
- عورت کا مہر شوہر کو ادا کرنا ہے لیکن ابھی تک ادا نہیں کیا ہے تو مہرا گرچہ معجل ہو عورت پر قربانی واجب نہیں ہے۔([25])

○ مقروض

- اگر اتنا قرض ہے کہ نصاب سے منہا کیا جائے تو نصاب نہ بچے، قربانی واجب نہیں ہے۔

([25]) بہارِ شریعت، جلد ۳، حصہ ۱۵، صفحہ ۳۳۲

- ایک شخص کے پاس 52.5 تولہ چاندی کی قیمت کے برابر رقم تھی، سال پورا ہوا اور ان میں سے 1.5 تولہ چاندی کے برابر رقم زکوۃ کی مد میں ادا کردی، 51 تولہ کی قیمت باقی رہی اب قربانی کا دن آیا تو قربانی واجب ہے، اس لئے کہ یہ رقم قربت میں ہی صرف ہوئی ہے۔ اور اگر اپنے ضروریات میں یہ پیسے خرچ کرتا تو قربانی واجب نہ ہوتی۔([26])
- قرضدار ایک ہو یا اس سے زائد، اُن کے کفیل کا بھی یہی حکم ہے، اگر ایک یا سب کا مال ملا کر نصاب سے منہا کیا جائے اور نصاب باقی نہ رہے تو کفیل پر زکوۃ اور قربانی واجب نہیں ہے۔([27])

قربانی کا حکم

جس شخص میں مذکورہ شرائط پائی جائیں اس پر بکری ذَبح کرنا یا اونٹ یا گائے کا ساتواں حصہ واجب ہے۔([28]) جس کی ادائیگی کے بعد حکمِ دنیا میں واجب سے بری الذمہ ہو جائے گا اور حکمِ آخرت میں ثواب کا مستحق قرار پائے گا۔

([26]) بہارِ شریعت، جلد ۳، حصہ ۱۵، صفحہ ۳۳۲۔۔۔الفتاوی الہندیہ، جلد ۵، صفحہ ۲۹۲، کتاب الاضحیہ، الباب الاول فی تفسیر الاضحیہ

([27]) بہارِ شریعت، جلد ۱، حصہ ۵، صفحہ ۸۷۸

([28]) بہارِ شریعت، جلد ۳، حصہ ۱۵، صفحہ ۳۳۵

دوسری فصل: جانور خرید لینے کی وجہ سے واجب ہونے والی قربانی کی شرائط

(1) مسلمان ہونا

- مسلمان سے مراد وہ شخص ہے جو اسلام کے بنیادی عقائد (ضروریاتِ دین) پر ایمان رکھتا ہو۔
- اسلام سے پہلے بنیتِ قربانی جانور خریدا پھر مسلمان ہو گیا تو اس پر قربانی واجب نہیں ہوتی، کیونکہ وہ اہلِ نیت میں سے نہیں تھا۔

(2) آزاد ہونا

- آزاد ہونا شرط ہے اسلئے کہ قربانی مالی عبادت ہے اور غلام کسی شے کو خرید بھی لے تو وہ اس کے آقا کی ملک ہوتی ہے۔ لہذا اس کے خریدنے کے باوجود بھی قربانی واجب نہیں ہو گی۔

(3) عاقل ہونا

- عاقل ہونا شرط ہے، اس لئے کہ خرید و فروخت کے لئے عاقل ہونا ضروری ہے، مجنون یا پاگل کی خرید و فروخت درست نہیں ہوتی۔

(4) بالغ ہونا

- بالغ ہونا شرط ہے، اسلئے کہ نابالغ خرید و فروخت کا اہل نہیں ہے لہذا اس کے جانور خریدنے سے قربانی واجب نہیں ہو گی۔

(5) فقیر کا بنیتِ قربانی جانور خریدنا

- یہ قربانی فقیر پر واجب ہوتی ہے اور اس کا سبب قربانی کی نیت سے جانور خریدنا ہے۔

○ فقیر کیلئے جانور خریدتے وقت قربانی کی نیت ہونا ضروری ہے، لہذا پالتو جانور پر قربانی کی نیت کر لینے سے واجب نہیں ہو گی، یا قربانی کی نیت سے نہیں خریدا بعد میں قربانی کی نیت کر لی تب بھی قربانی واجب نہیں ہو گی۔([29])

تیسری فصل: منت کی وجہ سے واجب ہونے والی قربانی کی شرائط

(1) مسلمان ہونا

○ مسلمان سے مراد وہ شخص ہے جو اسلام کے بنیادی عقائد (ضروریاتِ دین) پر ایمان رکھتا ہو۔
○ منت کے لئے مسلمان ہونا ضروری ہے، منت قرابت ہے اور غیر مسلم اہلِ قرابت سے نہیں ہے۔

(2) آزاد ہونا

○ اس صورت میں غلام پر قربانی آزاد ہونے کے بعد واجب ہے، اس لئے کہ منت ماننے والے کے لئے آزاد ہونا شرط نہیں ہے۔
○ اگر منت والی شے قربتِ بدنیہ سے متعلق ہے جیسے نماز، روزہ تو منت کی ادائیگی واجب ہے اور اگر قربتِ مالیہ ہے جیسے قربانی یا لوگوں کو کھانا کھلانا تو یہ آزاد ہونے کے بعد واجب ہے، اس سے پہلے واجب نہیں کیونکہ فی الحال یہ مملوک ہے اور مملوک پر مالی عبادت لازم نہیں۔([30])

([29]) بہارِ شریعت، جلد ۳، حصہ ۱۵، صفحہ ۳۳۲
([30]) بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، جلد ۵، صفحہ ۸۲، کتاب النذر، بیان رکن النذر و شرائطہ

(3)عاقل ہونا

- اس صورت میں عاقل ہونا شرط ہے،اس لئے کہ منت واجب ہونے کے عاقل ہوناضروری ہے۔

(4)بالغ ہونا

- اس صورت میں بالغ ہونا شرط ہے، نابالغ پر منت کی قربانی واجب نہیں ہوتی،اس لئے کہ وہ احکامِ شریعہ کا مکلف نہیں ہے یعنی اہلِ وجوب میں سے نہیں،اسی طرح مراہق (یعنی سمجھ بوجھ رکھنے والا بچہ)پر بھی واجب نہیں۔

(5)منت کے جملے زبان سے کہنا

- منت کے سبب قربانی واجب ہونے کے لئے شرط ہے کہ منت کے جملے زبان سے کہے جائیں، صرف دل ہی دل میں سوچ لینے سے منت واجب نہیں ہو گی۔منت دو طرح کی ہوتی ہے:

معین جانوری کی منت: جیسے مجھ پر اللہ کی خاطر اس گائے کی قربانی ہے۔۔یا۔۔فلاں بیمار ٹھیک ہو گیا تو میں یہ بکرا قربان کروں گا۔

غیر معین جانور کی منت: جیسے مجھ پر اللہ کی خاطر گائے کی قربانی ہے۔۔یا۔۔فلاں بیمار ٹھیک ہو گیا تو میں بکرا قربان کروں گا۔

- اگر غنی منت مانے تو دو قربانی واجب ہو گی،ایک شکرانے کے سبب دوسری منت کے سبب۔[31]
- اگر فقیر منت مانے تو اُس پر دو قربانی واجب ہو گی۔ایک بنیتِ قربانی جانور خریدنے کے سبب دوسری منت کے سبب۔
- جتنے جانوروں کی منت مانی اتنے جانور یا حصے قربان کرنا ہونگے۔

---

[31] بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، جلد ۵، صفحہ ۶۳، کتاب النذر، بیان رکن النذر و شرائطہ

- جانور کی جنس ذکر کئے بغیر بھی منت ٹھیک ہو جاتی ہے، نیز منت میں ایک جانور (مثلا بکرے) کی مانی اور دوسرا جانور (مثلادنبہ) قربان کر دیا تو واجب ادا ہو جائے گا۔
- منت کی قربانی کا گوشت صدقہ کرنا ہوتا ہے، اسے کھا نہیں سکتے۔ اگر کچھ کھالیا تو جتنا کھایا اس کی قیمت کو صدقہ کرنا ہو گا۔

تیسرا باب
﴿شرائطِ ادا اور اس کے تفصیلی احکام﴾

اس باب میں چار فصلوں کے تحت گفتگو ہو گی۔

(1)قربانی کے جانور

(2)قربانی کا وقت

(3)قربِ الٰہی کی نیت

(4)ذبح کرنے کا عمل

پہلی فصل: قربانی کے جانور

اس فصل میں درج ذیل عنوانات شامل ہیں۔

قربانی کے جانور	(1)جانور کی جنس
	(2)جانور کی عمر
	(3)جانور کے عیوب
	(4)جانور میں شرکت
	(5)جانور کا گوشت، کھال اور سجاوٹ کا سامان
	(6)جانور سے نفع حاصل کرنا
	(7)دوسرے کے قربانی کے جانور کو بلا اجازت ذبح کرنا

جانور کی جنس:

- قربانی کے جانور کا اَنعام میں سے ہونا ضروری ہے اور وہ تین مخصوص جنس ہیں: [32]

(1) ابل یعنی اونٹ (2) بقرۃ یعنی گائے (3) غنم یعنی بکری [33]

- قربانی کے تینوں جنس کے جانوروں میں اس کی تمام نوع شامل ہے چاہے مذکر ہو یا مؤنث، خصی ہو یا غیر خصی۔۔ مگر وحشی یعنی جنگلی اس نوع میں شامل نہیں ہے اہلی یعنی پالتو ہونا ضروری ہے اس لئے کہ شرع میں وحشی کی اجازت وارد نہیں ہوئی۔ [34]
- بعض اوقات کسی جانور سے متعلق شبہ پایا جاتا ہے کہ یہ اہلی ہے یا وحشی، ایسی صورت میں اس جانور کی قربانی کرنا جائز نہیں ہے۔ "لِاَنَّ عَدَمَ الْعِلْمِ بِتَحَقُّقِ الشَّرْطِ کَعِلْمِ الْعَدَمِ" اس لئے کہ شرط کے پائے جانے کا علم نہ ہونا ایسے ہی ہے جیسے اس چیز کے نہ ہونے کا علم ہو۔ [35]
- یاک گائے، بیل کی جنس سے تعلق رکھنے والا مویشی جانور ہے، ان میں اہلی اور وحشی دونوں قسمیں پائی جاتی ہیں، پاکستان میں چترال، گلگت بلتستان جیسے علاقوں میں یاک کی جو قسم پائی جاتی ہے وہ عموما اہلی ہوتی ہیں، مقبوضہ کشمیر، چین، نیپال وغیرہ میں اہلی کے ساتھ وحشی یاک بھی پائی جاتی ہیں،

---

[32] مرغی اور کبوتر وغیرہ کی قربانی مکروہ تحریمی ہے، مجوس سے مشابہت کی وجہ سے۔ (ردالمحتار علی الدر المختار، جلد ۹، صفحہ ۳۱۳، کتاب الاضحیہ)

[33] ابل اور غنم مفرد کے لئے استعمال نہیں ہوتا۔ معز بکری اسمِ جنس ہے۔ جَذَع (من البہائم) چھوٹا بچہ۔ ضَان بھیڑ، دنبہ۔ (مصباح اللغات)

[34] اہلی سے مراد وہ جانور ہیں جن سے انسان عام طور پر اُنس رکھتا ہے وحشت محسوس نہیں ہوتی جیسے گائے بکری وغیرہ وحشی سے مراد وہ جانور ہیں جن سے عام طور پر انسان وحشت رکھتا ہے اور اس سے مانوس ہونے سے کتراتا ہے جیسے ہرن، چیتا، شیر، ہاتھی وغیرہ۔

[35] فتاوی رضویہ، جلد ۲۰، صفحہ ۵۸۳

انٹرنیٹ ریسرچ کے مطابق اہلی اور وحشی یاک میں بنیادی فرق اس کی جسامت (Size) کا ہوتا ہے۔ اہلی یاک، وحشی یاک کے مقابلے چھوٹے ہوتے ہیں۔ اہلی میں نر عموماً 300 سے 500 کلو گرام کا ہوتا ہے اور مادہ 180 سے 270 کلو گرام تک ہوتی ہے جبکہ وحشی میں نر یاک تقریباً 900 کلو گرام سے بھی زیادہ کا ہو سکتا ہے۔ لہذا ہماری رائے میں جو یاک اہلی ہو اس کی قربانی جائز ہے اور جو وحشی ہو اس کی قربانی جائز نہیں ہے۔ اور جن پر اہلی یا وحشی کا معاملہ واضح نہ ہوا نہیں بھی یاک کی قربانی جائز نہیں ہے۔

- مارخور وحشی جانور ہے اس کی قربانی جائز نہیں ہے۔
- جانوروں کی انواع میں علاقائی تبدیلیوں کی وجہ سے جسمانی بناوٹ میں فرق ہونا قربانی سے مانع نہیں ہے، اس لئے کہ جانوروں کے اعضاء و جوارح اوصاف کے مرتبے میں ہوتے ہیں۔ مثلاً اونٹ کی ایک یا دو کوہان وغیرہ۔ ([36])
- حاملہ جانور کی قربانی جائز ہے مگر ناپسند ہے، حدیث شریف میں اس کی ممانعت آئی ہے۔ ([37])
- جانور میں نسل کا اعتبار ماں سے کیا جاتا ہے۔ لہذا ماں اہلی اور باپ وحشی ہو تو پیدا ہونے والے بچے کی قربانی جائز ہے جبکہ بچہ تین جنس میں سے کسی ایک سے تعلق رکھتا ہو۔
- ایسی بکری جو اتنی فربہ اور بڑی ہو کہ گوشت اور قیمت میں گائے کے برابر ہو تو وہ گائے سے افضل ہے۔

([36]) فتاوی رضویہ، جلد ۲۰، صفحہ ۴۲۸، ۴۴۱، ۴۴۲

([37]) فتاوی رضویہ، جلد ۲۰، صفحہ ۳۷۰

- مستحب یہ ہے کہ قربانی کا جانور خوب فربہ اور خوبصورت اور بڑا ہو اور بکری کی قسم میں سے قربانی کرنی ہو تو بہتر سینگ والا مینڈھا چت کبرا ہو جس کے خصیے کاٹ کر خصی کر دیا ہو کہ حدیث میں ہے حضور نبی اکرم ﷺ نے ایسے مینڈھے کی قربانی کی۔

جانور کی عمر:

جانور	عمر
اونٹ یا اونٹنی	کم از کم پانچ سال
گائے، بیل، بھینس، بھینسا	کم از کم دو سال
بکرا، بکری، دنبہ، دنبی، بھیڑ	کم از کم ایک سال
دنبہ دنبی یا مینڈھا بھیڑ	چھ ماہ کا دنبہ دنبی مینڈھا بھیڑ مگر شرط یہ ہے کہ سال بھر کا لگے (یہ صرف ضان کے ساتھ خاص ہے کیونکہ حدیث میں اسی کی رخصت مذکور ہے) ([38])

([38]) وَإِنَّمَا ذَلِكَ مِنْ الضَّأْنِ خَاصَّةً ۔(المبسوط للسرخسی، جلد ۱۲، صفحہ ۱۰، کتاب الذبائح، باب الاضحیہ)

ضان کا لفظ دنبہ اور بھیڑ دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے، ہمارے علمائے کرام میں سے اکثریت ضان کے پیشِ نظر دنبہ اور بھیڑ دونوں کو اس رخصت میں شامل مانتے ہیں جیسے سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ، آپ نے ایک رسالہ تصنیف فرمایا ہے جس میں انتہائی نفیس بحث فرمائی ہے، آخر میں یہ حکم بھی بیان فرمادیا، بلاشبہ بھیڑ کا چھ ماہ بچہ جو دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہو اس کی قربانی جائز ہے۔(فتاوی رضویہ، جلد ۲۰، صفحہ ۴۳۵، ۴۳۶) اور بعض نے یہ رخصت صرف دنبہ کے لئے خاص مانی ہے، جیسے علامہ نور اللہ بصیر پوری رحمۃ اللہ علیہ، در مختار اور شرح وقایہ میں ہے کہ یہ حکم اُس ضان کے لئے ہے جس کی چکی ہوتی ہے لہذا اِس حکم میں صرف دنبہ شامل ہو گا، بھیڑ اور مینڈھا نہیں۔(فتاوی نوریہ، جلد ۳، صفحہ ۴۴۷)

- قربانی میں جانوروں کی عمر کا تعین احادیث میں "مُسِنَّة" اور "ثَنِيّ / ثَنِيَّة" کے الفاظ کے ساتھ ہوا ہے، صرف ضان میں جَذَع کی رخصت دی گئی ہے۔ چونکہ قربانی کے جانوروں میں عمر کا تعین توقیفی ہے یعنی شریعتِ مطہرہ سے معلوم ہوا ہے لہذا ایک دن کی بھی کمی قابل قبول نہیں ہے۔
- ثَنِي، بعض فقہا کے نزدیک بکری میں ایک سال، گائے میں دو سال اور اونٹ میں پانچ سال والے کو ثنی کہتے ہیں اور بعض فقہا کے نزدیک بکری میں ایک سال کے بعد دوسرے سال کا کچھ عرصہ گزر جائے، گائے میں تیسرے سال کا کچھ عرصہ گزر جائے اور اونٹ میں چھٹے سال کا کچھ حصہ گزر جائے، ثنی کہتے ہیں۔ اختلافی صورت میں وہ بنیاد لی جاتی ہے جس میں کسی قسم کے فساد و نقصان کا شائبہ نہ ہو اور وہ کم سے کم عمر ہے جسے ذکر کیا گیا ہے۔([39])
- اصل شے عمر ہے، دوندا یعنی دو بڑے دانت والا ہونا علامت ہے اصل نہیں ہے، اگر جانور کی عمر مقررہ مدت تک پہنچ چکی ہے اور ابھی دو بڑے دانت نہ نکلے ہوں تب بھی قربانی جائز ہے۔
- عمر میں اسلامی سال کا اعتبار ہے نیز ذبح کے وقت عمر دیکھی جائے گی، لہذا اگر کسی شخص نے بقر عید سے دو ماہ پہلے بکری خریدی جس کی عمر ایک سال مکمل ہونے میں ایک مہینہ باقی ہو تو اس کی قربانی کی جاسکتی ہے اس لئے کہ ذبح کے وقت اس کی عمر ایک سال ایک ماہ کی ہو جائے گی۔
- عمر کی شرط قربانی اور عقیقہ دونوں کے لئے ہے([40]) اگر گوشت مقصود ہو تو عمر کی کوئی قید نہیں ہے بلکہ ایک دن کا بچہ بھی ذبح کیا جاسکتا ہے۔([41])

([39]) بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، جلد ۵، صفحہ ۷۰، کتاب التضحیہ

([40]) "ان امور (یعنی عمر، جنس، عیب، گوشت وغیرہم) میں احکام عقیقہ مثلِ قربانی ہیں۔" (فتاوی رضویہ، جلد ۲۰، صفحہ ۵۸۴)

([41]) "بچہ کہ مردہ نکلے حرام، اور زندہ نکلا اور ذبح کر لیا تو حلال۔" (فتاوی رضویہ، جلد ۲۰، صفحہ ۲۷۹)

- اگر جانور کی عمر میں شک ہے تب بھی قربانی جائز نہیں ہے، ''لِاَنَّ عَدَمَ الْعِلْمِ بِتَحَقُّقِ الشَّرْطِ کَعِلْمِ الْعَدَمِ''اس لئے کہ شرط کے پائے جانے کا علم نہ ہونا ایسے ہی ہے جیسے اس چیز کے نہ ہونے کا علم ہو۔(42)
- چونکہ قربانی پل صراط پر سواری ہوگی لہذا اسکی تعظیم و تشریف کا حکم ہے اور اسی سبب سے ناقص عمر کے جانور کی قربانی مشروع نہیں ہے۔

جانور کے عُیوب:

عیب: تاجروں کے عرف وعادت میں عیب وہ شے ہے جس کے سبب ثمن (قیمت) میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔(43)

جانور کے عُیوب سے متعلق چند اصولی باتیں یاد رکھیں:

(1) ایسا عیب جو کامل طور پر منفعت کو یا کامل طور پر حسن وجمال کو زائل کر دے تو ایسے جانور کی قربانی جائز نہیں ہے۔(44)

---

(42) فتاوی رضویہ، جلد ۲۰، صفحہ ۵۸۳

(43) وَکُلُّ مَا أَوْجَبَ نُقْصَانَ الثَّمَنِ فِي عَادَةِ التُّجَّارِ فَهُوَ عَيْبٌ (الہدایۃ فی شرح البدایۃ، جلد ۳، صفحہ ۳۷، کتاب البیوع، باب خیار العیب)

(44) كُلُّ عَيْبٍ يُزِيلُ الْمَنْفَعَةَ عَلَى الْكَمَالِ أَوْ الْجَمَالِ عَلَى الْكَمَالِ يَمْنَعُ الْأُضْحِيَّةَ، وَمَا لَا يَكُونُ بِهَذِهِ الصِّفَةِ لَا يَمْنَعُ (الفتاوی الہندیہ، جلد ۵، صفحہ ۲۹۹، کتاب الاضحیہ وفیہ تسعۃ ابواب، الباب الاول فی تفسیر الاضحیہ)

(2) اگر عیب ایسا ہے جو منفعت یا حسن کو مکمل طور پر زائل نہیں کرتا۔۔یا۔۔ معمولی نوعیت کا عیب ہے جس سے قیمت پر بھی فرق نہیں پڑتا تو ایسے جانور کی قربانی جائز ہے اسلئے کہ عیبِ یسیر (معمولی عیب) سے بچنا ناممکن ہے، جانوروں میں عادتاً تھوڑا بہت عیب پایا ہی جاتا ہے، اگر اس کا اعتبار کرتے ہوئے قربانی منع کر دی جائے تو لوگ حرج میں مبتلا ہو جائیں گے۔([45]) مگر بعض صورتوں میں تنزیہی کراہت رہے گی۔

(3) قربانی کے جانور میں تھوڑا سا عیب ہو تو کراہت کے ساتھ قربانی ہو جاتی ہے اور زیادہ عیب ہوا تو بالکل نہیں ہوتی۔اس لئے کہ اکثر کل کے حکم میں ہے اور قلیل معدوم کے حکم میں۔([46])

جانور کے عیوب سے متعلق تفصیلی چارٹ ملاحظہ کریں۔(ماخوذ از نوٹس مفتی معاذ احمد مدنی حفظہ اللہ)

([45])لِأَنَّ الْعَيْبَ الْيَسِيرَ لَا يُمْكِنُ التَّحَرُّزُ عَنْهُ فَجُعِلَ عَفْوًا (تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، جلد ۶، صفحہ ۶، کتاب الاضحیہ، ما یضحی بہ)

لِأَنَّ الْيَسِيرَ مِمَّا لَا يُمْكِنُ التَّحَرُّزُ عَنْهُ إذْ الْحَيَوَانُ لَا يَخْلُو عَنْهُ عَادَةً، فَلَوْ اُعْتُبِرَ مَانِعًا لَضَاقَ الْأَمْرُ عَلَى النَّاسِ وَوَقَعُوا فِي الْحَرَجِ (بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، جلد ۵، صفحہ ۷۵، کتاب التضحیۃ)

([46])رد المحتار علی الدر المختار، جلد ۶، صفحہ ۳۲۴

عیب کی جگہ	عیب	حکم
ناک	کٹی ہو	ناجائز
دانت	بالکل نہ ہوں یا اتنے زیادہ ٹوٹے ہوں کہ چارہ نہ کھا سکے (الھتماءُ)	ناجائز
	اتنے ٹوٹے ہوں کہ چارہ کھا سکے	مکروہ
آنکھ	ایک یا دونوں آنکھوں سے اندھا	ناجائز
	بھینگا (الحولاءُ)	مکروہ
سینگ	ایک یا دونوں سر کے اندر جڑ سے ٹوٹے یا کاٹ دیے گئے ہوں	ناجائز
	ایک یا دونوں جڑ کے اوپر سے ٹوٹے یا کاٹ دیے گے ہوں	مکروہ
	نکلے ہی نہیں یا جڑ سے ٹوٹے مگر زخم بھر گئے	بلا کراہت جائز
کان، کوہان، دم ، چکی	پیدائشی کان یا دم نہ ہو یا ایک کان نہ ہو یا یہ چیزیں ایک تہائی یا زیادہ کاٹ دی گئی ہوں	ناجائز
	ایک تہائی سے کم کٹے، یا چیرے گئے یا تہائی سے کم کا سوراخ کیا گیا ہو	مکروہ
	یہ چیزیں سالم لیکن بہت چھوٹی چھوٹی ہوں (الصمعاءُ)	بلا کراہت جائز
تھن	بکری کا ایک یا دونوں، گائے، بھینس کے دو یا زیادہ خشک ہوں	ناجائز
	گائے، بھینس کا ایک تھن خشک ہو	مکروہ
پاؤں	ایک بھی کاٹ لیا گیا ہو، اتنا لنگڑا کہ چل کر قربانی کی جگہ تک نہ جا سکے	ناجائز
جلالہ	جو صرف غلاظت کھائے، اس کے بدن میں بدبو پیدا ہو جاتی ہے	ناجائز
بدن	بہت کمزور کہ ہڈیوں میں مغز نہ رہے	ناجائز
جنون، پاگل پن	اتنا زیادہ ہے کہ چرتا بھی نہیں یعنی چارہ بھی نہیں کھاتا (الثَولاءُ)	ناجائز
	کم ہے کہ چر لیتا ہے یعنی چارہ کھا لیتا ہے	جائز
خصی	جس کے خصیے نکال لئے گئے ہوں یا خصیے اور عضو تناسل کاٹ لئے گئے ہوں	جائز
مرض	ایسا مرض جو بالکل واضح ہو	ناجائز
خنثی	جس میں نر و مادہ کی دونوں علامتیں ہوں (اس کا گوشت کچا رہتا ہے پکتا نہیں۔ رضویہ، ۲۰/۲۵۵)	ناجائز
بڑھاپا، گابھن	بڑھاپے کے باعث اولاد جننے سے محرومی، گابھن (بچہ والی)، داغا ہوا	جائز

- ذبح کرنے سے پہلے جانور کا عیب ختم ہو جائے، تو اسکی قربانی جائز ہو جاتی ہے۔
- جانور ذبح کرنے کے موقع پر پیدا ہونے والے عیب سے قربانی مکروہ یا ناجائز نہیں ہوتی ہے۔
- جانور کی خریداری کے بعد قربانی ناجائز کرنے والا عیب پیدا ہو گیا، جانور مر گیا، کھو گیا یا چوری ہو گیا تو غنی اور منت کی قربانی کرنے والے دوسرا جانور لائیں گے، فقیر کے لئے دوسرا جانور لانا ضروری نہیں ہے، وہ وہی عیب والا جانور قربان کرے گا، لیکن اگر چاہے تو دوسرا بھی خرید سکتا ہے۔([47])
- جانور کا خصی ہونا عیب نہیں ہے لہذا خصی جانور کی قربانی بلا کراہت جائز بلکہ افضل ہوتی ہے۔

جانور میں شرکت:

قربانی چونکہ اراقۃ الدم یعنی خون بہا کر قربِ الٰہی حاصل کرنے کا نام ہے، اس لئے قیاس یہی کہتا ہے کسی جانور میں شرکت نہیں ہو سکتی یعنی یہ نہیں ہو سکتا کہ جانور کا جو خون نکلا ہے اس کا کچھ حصہ زید کی طرف سے، کچھ بکر کی طرف سے اور کچھ عمرو کی طرف سے ہو۔ چونکہ حدیث سے اونٹ اور گائے میں شرکت کی اجازت ثابت ہے اس لئے ان دونوں میں شرکت جائز رکھی جائے گی اور باقی ایک پر قیاس کے مطابق عمل ہو گا یعنی بکری میں شرکت جائز نہیں ہے۔([48])

- بکرے یا اس جیسے جانور میں ایک حصہ (قربانی) اور اونٹ یا گائے میں زیادہ سے زیادہ سات حصے (قربانیاں) ہو سکتی ہیں، لہذا ایک بکرے میں صرف ایک فرد کی قربانی جبکہ ایک اونٹ یا گائے میں زیادہ سے زیادہ 7 افراد کی قربانی ہو گی۔ یہ عام علما کا قول ہے، امام مالک کا اختلاف ہے۔

([47]) بہارِ شریعت، جلد ۳، حصہ ۱۵، صفحہ ۳۴۲

([48]) بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، جلد ۵، صفحہ ۷۰، کتاب التضحیہ

- ایک اونٹ یا گائے میں 7 سے زیادہ افراد شریک ہوئے تو کسی کی بھی قربانی نہیں ہو گی۔
- کسی فرد کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہیں ہو سکتا، اگر کسی شریک کا حصہ ساتویں سے کم ہے تو کسی کی بھی قربانی نہیں ہو سکتی، اس لئے کہ اراقۃ الدم کا عمل تام نہیں ہوا۔([49])
- ایک گائے میں چار افراد شریک ہوئے، ایک شخص نے آدھے میں شرکت کی یعنی 3.5 حصے لئے اور باقی تینوں نے 3.5 حصے بانٹ لئے تو جائز ہے اس لئے کہ بقیہ تین کے حصے میں 1.33 حصے آئے جو ایک سے زیادہ ہے۔([50])
- شرکت سے مراد حصے میں شراکت ہے یعنی ایک گائے یا اونٹ میں قربِ الٰہی کی سات نیتیں ہو سکتی ہیں، اسے سات حصے کہتے ہیں، سات لوگوں کی برابر برابر رقم ہونا مراد نہیں ہے۔ مثلا

ایک گائے 70 ہزار کی ہے جس میں سات حصے ہیں تو ضروری نہیں کہ سب کی رقم برابر ہو، دو لوگوں نے 20،20 ہزار روپے دیئے باقی 5 لوگوں نے 2،2 ہزار روپے دیے تب بھی قربانی جائز ہے۔۔۔ یا اس طرح کہ 6 لوگوں نے مل کر گائے خرید لی اور ایک شریک سے پیسے نہیں لئے۔۔۔ یا۔۔۔ اُس نے کہا بعد میں دے دونگا ابھی حصہ ملا لو، قربانی کر دی سب کی طرف سے ادا ہو گئی۔([51])

([49]) گائے یا اونٹ میں دو سے سات تک شریک ہو سکتے ہیں اور صحیح یہ ہے کہ کسی طرح باہم حصہ کریں جبکہ ایک حصہ سے کم نہ ہو جائز ہے۔ ہاں اگر ایک نے ساچھ حصے لئے دوسرے نے پون، تو وہ جانور نرا گوشت ہو گیا، قربانی و عقیقہ کچھ نہ ہوا، نہ اس پون والے کا نہ ساچھ والے کا، کہ ایک حصہ سے کم میں تقرب نہیں ہو سکتا، اور جب اس کے ایک جز میں نہ ہوا تو کسی جز میں نہ ہوا اللہ عزوجل ہر شریک سے غنی ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا ہے کہ بعض اس کے لئے اور بعض غیر کے لئے جس کا ایک ذرہ غیر کے لئے ہو وہ کل غیر کے لئے ہے۔ یہاں جبکہ دو شخصوں میں گائے نصفا نصف ہے تو ہر ایک کے ساڑھے تین حصے ہوئے۔ ایک حصہ ٹوٹا مگر اور سالم حصے موجود ہیں، اور قربانی عقیقہ دونوں اللہ ہی کے لئے ہیں لہذا دونوں صحیح ہو گئے۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۲۰، صفحہ ۴۴۹)

([50]) فتاوی رضویہ، جلد ۲۰، صفحہ ۴۴۹

([51]) فتاوی رضویہ، جلد ۲۰، صفحہ ۴۵۰

- جس کی جانب سے قربانی کی جارہی ہے اگر وہ زندہ ہے اور اس پر قربانی واجب ہے تو اُس کی اجازت ضروری ہے، اس لئے قربانی عبادت ہے اور عبادت میں نیت شرط ہے اور یہ بغیر اجازت ممکن نہیں اور اگر وہ فوت ہو گیا ہے تو اُس کے ورثا سے اجازت لینا ضروری نہیں ہے کیونکہ یہ بطور ایصالِ ثواب ہو گا اور قربانی کرنے والا جانور کے گوشت وغیرہ کا مالک ہو گا۔ ([52])
- شرکت میں گائے کی قربانی ہوئی تو ضرور ہے کہ گوشت وزن کر کے تقسیم کیا جائے اندازہ سے تقسیم نہ ہو کیونکہ ہو سکتا ہے کہ کسی کو کم یا زیادہ ملے اور یہ ناجائز ہے۔ اگر یہ خیال کیا جائے کہ کمی بیشی ہوئی تو ہر ایک دوسرے کو معاف کر دے گا، تب بھی جائز نہیں کیونکہ اُن شرکا کو اس کے معاف کرنے کا حق نہیں۔ تفصیل یہ ہے کہ گوشت اموالِ ربویہ سے ہے یعنی ایسے مال میں داخل ہے جس میں سود متحقق ہوتا ہے اور یہاں اندازے سے دینے پر سود متحقق ہو گا۔ اور ایک دوسرے کو معاف کر دینے کے منع ہونے کی وجہ یہ ہے کہ سود کسی کے لئے جائز کر دینے سے جائز نہیں ہوتا نیز یہ کہ معاف کرنا ہبہ ہے اور ایسی مشترک چیز کا ہبہ کرنا جس کو تقسیم کیا جا سکتا ہو، درست نہیں ہے جیسے جانور کا گوشت۔ ([53]) اس بارے میں بدائع میں امام ابو یوسف کا قول مروی ہے۔ ([54]) اس کا

([52]) رد المحتار علی الدر المختار، جلد ٦، صفحہ ٣٣٥

([53]) یادر ہے جانور ذبح ہو جانے کے بعد قابل قسمت ہوتا ہے لیکن زندہ جانور ناقابل قسمت ہے، لہذا کسی نے مشترکہ پیسوں سے گائے خریدی اور دیگر شرکا اس خریداری سے واقف نہ ہوں، بعد میں انہوں نے اپنا اپنا حصہ ہبہ کر دیا تو وہ جانور خریدار کی ملک ٹھہرے گا اور ہبہ درست ہو جائے گا، اس لئے کہ جانور قابل قسمت نہیں اور جو شے ناقابل قسمت ہو اس میں ہبہ مشاع صحیح ہے۔ (فتاوی رضویہ، جلد ٢٠، صفحہ ٣٧٥)

([54]) بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، جلد ٥، صفحہ ٦٧، کتاب التضحیہ۔۔۔ رد المحتار علی الدر المختار، جلد ٦، صفحہ ٣١٧

حل یہ ہے کہ گوشت کے ساتھ گوشت کی جنس کے علاوہ مثلا کلیجی ، تلی، پھیپھڑے وغیرہ شامل کر کے تقسیم کیئے جائیں تو کمی بیشی جائز ہو گی اور سود بھی متحقق نہیں ہو گا۔

- سات شخصوں نے قربانی کے لیے گائے خریدی تھی ان میں ایک کا انتقال ہو گیا اس کے ورثہ نے شرکا سے یہ کہہ دیا کہ تم اس گائے کو اپنی طرف سے اور اس کی طرف سے قربانی کرو، انہوں نے کرلی تو سب کی قربانیاں جائز ہیں اور اگر بغیر اجازت ورثہ ان شرکا نے کی تو کسی کی نہ ہوئی۔
- گائے کے شرکا میں سے ایک کافر ہے۔۔۔ یا۔۔۔ ان میں ایک شخص کا مقصود قربانی نہیں ہے بلکہ گوشت حاصل کرنا ہے تو کسی کی قربانی نہ ہوئی۔
- شرکا میں سے ایک کی نیت اس سال کی قربانی ہے اور باقیوں کی نیت سال گزشتہ کی قربانی ہے تو جس کی اس سال کی نیت ہے اُس کی قربانی صحیح ہے اور باقیوں کی نیت باطل کیونکہ سال گزشتہ کی قربانی اس سال نہیں ہو سکتی ان لوگوں کی یہ قربانی تطوّع یعنی نفل ہوئی اور ان لوگوں پر لازم ہے کہ گوشت کو صدقہ کر دیں بلکہ ان کا ساتھی جس کی قربانی صحیح ہوئی ہے وہ بھی گوشت صدقہ کر دے۔
- قربانی کے سب شرکا کی نیت تقرُّب ہو اس کا یہ مطلب ہے کہ کسی کا فقط گوشت حاصل کرنے کا ارادہ نہ ہو۔ شرکا کا تقرب مختلف قسم کا ہو سکتا ہے، اس سے فرق نہیں پڑتا واجب ہو یا نفل، دم، کفارہ یا عقیقہ، جہت مختلف ہیں مقصد یعنی تقرب ایک ہے۔ تمام شرکا کے لئے تقرب کی شرط اس لئے ہے کہ قربانی اراقۃ الدم ہے اور خون میں اجزاو شرکت ممکن نہیں، لہذا کل خون یعنی عملِ اراقت میں سب شرکا کی نیتِ تقرب شرط ہے۔(55)

---

(55) بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، جلد ۵، صفحہ ۷۱، کتاب التضحیۃ

- جس جانور کو قربِ الٰہی کی نیت سے خرید لیا گیا ہو اُس کا استبدال (یعنی کسی دوسرے جانور سے بدلنا)۔۔یا۔۔دوسروں کو شریک کرنا اپنی اصل کے اعتبار سے مکرہ تحریمی، ناجائز و گناہ ہے اس لئے کہ وہ جانور اپنے جمیع اجزا سمیت قربت کے لئے مختص ہو گیا ہے، اب اس کو کم زیادہ قیمت پر بیچنا، بدلنا یا دوسروں کو شریک کرنا قربت کے کل یا بعض حصے سے رجوع ہے جو کہ ناجائز ہے۔([56]) لیکن پہلے سے بہتر جانور لانے کے لئے استبدال کیا جائے تو اسے جائز قرار دیا گیا ہے کیونکہ حدیث شریف میں ایسے جانور کی قربانی کو افضل قرار دیا گیا ہے جو قیمت کے اعتبار سے اعلیٰ ہو۔([57]) اگر مثل یا کم قیمت پر ہو تو اپنے اصل حکم کے مطابق ناجائز ہے۔اور مذکورہ حکم غنی کے لئے ہے۔ تفصیل یہ ہے:
  - غنی نے 50 ہزار کا جانور خریدا اور محلے میں 60 ہزار دام ملے تو بیچ ڈالا۔۔اگر دوسرا جانور خریدتا ہے اور اس کی قیمت 40 ہزار ہے تو 10 ہزار صدقہ کرے اور اگر 50 ہزار کا خریدتا ہے تو صدقہ نہیں کرے گا مگر توبہ بہر حال لازم ہو گی اور اگر 60 ہزار کا خریدتا ہے تو جائز ہے۔
  - غنی نے گائے خریدی گابھن نکلی، اس کے بدلے غیر گابھن گائے لا سکتا ہے۔([58])
  - غنی نے ایک جانور 50 ہزار کا خریدا اور وہ گم ہو گیا پھر دوسرا جانور خریدا اور پہلا بھی مل گیا۔۔۔ اب اگر دوسرا جانور 40 ہزار کا خریدا ہے اور اسی کی قربانی کرتا ہے تو 10 ہزار صدقہ کرے اور اگر دوسرا جانور 50 ہزار کا خریدا ہے تو کچھ نہیں اور 60 ہزار کا خریدا ہے تب بھی کچھ نہیں۔

([56]) فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۰، صفحہ ۴۴۸

([57]) قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَفْضَلَ الضَّحَايَا أَغْلَاهَا، وَأَسْمَنُهَا، (مسند امام احمد بن حنبل، جلد ۲۴، صفحہ ۲۵۰، رقم: ۱۵۴۹۴، حدیث جد ابی الاشد السلمی)

([58]) فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۰، صفحہ ۳۷۰

- غنی نے قربانی کے لیے گائے خریدی پھر اس میں چھ شخصوں کو شریک کر لیا، ایسا کرنا مکروہ ہے مگر سب کی قربانی ہو جائے گی قیاس کی رو سے یہ جائز نہیں ہے مگر استحساناً اس عمل کو جائز قرار دیا گیا ہے تاکہ لوگوں کے لئے حرج واقع نہ ہو۔([59])
- اگر خریدتے وقت اُس کا یہ ارادہ تھا کہ اس میں دوسروں کو شریک کروں گا تو مکروہ نہیں اور اگر خریدنے سے پہلے ہی شرکت کر لی جائے تو یہ سب سے بہتر۔

○ اگر فقیر نے قربانی کے لیے گائے خریدی تو خریدنے سے ہی اس پر اس گائے کی قربانی واجب ہو گئی اب وہ دوسرے کو شریک نہیں کر سکتا۔

قربانی سے پہلے اور بعد جانور کے اجزا سے نفع حاصل کرنا:

یہاں تین بنیادی اصول پیش کئے جارہے ہیں جس سے اس عنوان سے متعلق تمام مسائل کا احاطہ ہو جائے گا، ان شاءاللہ عزوجل۔

اصول01:

جس جانور کو قربِ الٰہی کی نیت سے قربانی کے لئے مختص کیا جاتا ہے اس کو اِراقۃ الدم سے پہلے اپنے نفع میں لانا ممنوع ہوتا ہے۔ اس لئے کہ اُس نے جانور کو جمیع اجزا سمیت قُربت کے لئے لازم بنایا ہے۔([60])

([59]) فتاوی رضویہ، جلد ۲۰، صفحہ ۴۴۳

([60]) فتاوی رضویہ، جلد ۲۰، صفحہ ۳۷۱

اصول02:

ذَبح کے بعد غنی جانور کے اجزا گوشت، پوست، دودھ وغیرہ سب کا مالک ہو جاتا ہے لہذا اُسے اختیار ہے جسے چاہے دے جسے چاہے نہ دے لیکن منت کی قربانی کرنے والے پر گوشت، پوست کا صدقہ کرنا واجب ہوتا ہے۔([61])

اصول03:

ہمارے آقا و مولی ﷺ نے ذَبح کے بعد جانور سے فائدہ اٹھانے کی تین صورتیں ارشاد فرمائیں:

فَكُلُوا، وَادَّخِرُوا، وَائْتَجِرُوا. یعنی کھاؤ، ذخیرہ کرو اور اجر والے کام کرو۔

(سنن ابو داؤد، جلد ۳، صفحہ ۱۰۰، رقم: ۲۸۱۳، المکتبۃ العصریہ، بیروت)

ہمیں یہ حدیث مبارک یاد کر لینی چاہئے، یہ الفاظ کریمہ اتنے جامع ہیں کہ اس سے ذبح شدہ جانور سے فائدہ اٹھانے کے تفصیلی احکامات اخذ کیے جاتے ہیں۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تَقَرُّب و تَصَدُّق مستحب ہے، لیکن تَمَوُّل جائز نہیں ہے۔ یعنی اس کے اجزا کو قربت یعنی نیکی کے کاموں میں صرف کرنا اور صدقہ وغیرہ کرنا تو مستحب ہے لیکن اس کے اجزا کو حصولِ مال کا ذریعہ بناتے ہوئے اپنے یا اپنے اہل و عیال کے فائدے پر خرچ کرنا ناجائز ہے، مثلا رقم، پرائز بونڈ، گھر کا راشن وغیرہ۔

([61]) غنی نے ایک جانور خریدا اور بعد میں کسی دوسرے جانور کو ذَبح کرنے کے لئے منتخب کر لیا تو اب مذکورہ احکام دوسرے جانور پر لاگو ہوں گے لیکن فقیر اور منت والے پر اُسی مخصوص جانور پر احکامات لاگو ہوں گے۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۲۰، صفحہ ۳۷۱)

ان اصولوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے چند مسائل درج ذیل ہیں:

- قربانی کے جانور پر سُوار ہونا
  - قربانی کے جانور پر سُوار ہونا ناجائز ہے کیونکہ ذَبح سے پہلے اس سے نفع حاصل کرنا ممنوع ہے۔
  - سُوار ہونے کے سبب جانور کی قیمت میں کمی واقع ہوگئی تو جتنی قیمت کم ہوئی اُتنی قیمت صدقہ کرے۔
- قربانی کے جانور کا دودھ، بال اور اُون وغیرہ
  - ذَبح سے پہلے بال یا اون کاٹے، دودھ دوہایا تو ممنوع ہے، اِن چیزوں کو صدقہ کرے۔
  - ذَبح کے بعد بال، اون یا کھال کاٹے تو اسے باقی رکھتے ہوئے اپنے کام میں لا سکتا ہے، اس لئے کہ جو مقصد تھا یعنی اراقۃ الدم وہ پورا ہو گیا اب یہ جانور اس کی ملک رہے ہے، اپنے استعمال میں لا سکتا ہے۔
  - تھن میں دودھ ہے تو دوہ سکتا ہے، اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔
  - اگر دودھ بیچ دیا تو جو رقم حاصل ہوئی اُسے صدقہ کرنا واجب ہے۔[62]
- قربانی کا جانور کرایہ پر دینا
  - جانور کو کرایہ پر دیا تو ملنے والی قیمت صدقہ کرے۔
- قربانی کے جانور کا بچہ پیدا ہوا تو
  - ذَبح سے پہلے بچہ پیدا ہو گیا تو اُس سے نفع حاصل کرنا ممنوع ہے، واجب ہے کہ اُسے بھی ذبح کردے۔
  - اگر بچہ بیچ دیا تو حاصل ہونے والی رقم کو صدقہ کرنا واجب ہے۔

---

[62] فتاوی رضویہ، جلد ۲۰، صفحہ ۴۵۱

- اگر پرورش کرتے رہا اور ارادہ کیا کہ اگلے سال اِسی کو قربان کرے تو اجازت نہیں اب بھی یہی حکم ہے کہ صدقہ کردے۔
- اگر پچھلے سال سے سنبھال کر رکھا اور اِس سال ذَبح کردیا تو قربانی نہیں ہوئی سب صدقہ کرے اور ذبح کی وجہ سے قیمت میں جو کمی واقع ہوئی اسے بھی صدقہ کرے۔
- ذَبح کے بعد بچہ پیدا ہوا تو دو صورتیں ہوں گی یا تو زندہ ہوگا یا مرا ہوا۔ اگر زندہ ہے تو اُسے بھی ذَبح کردے گوشت حلال ہے۔ اگر مرا ہوا بچہ ہو تو اسے پھینک دیا جائے، مردار ہے۔

○ قربانی کا گوشت

- تین صورتیں ہیں جس میں جانور کا گوشت فقرا پر صدقہ کرنا واجب ہوتا ہے۔

(1) منت کے جانور کا گوشت، منت چاہے غنی کی ہو یا فقیر کی

(2) وہ جانور جسے ایامِ نحر گزرنے کے بعد بطورِ واجب صدقہ کیا گیا ہو

(3) جس میت کی جانب سے اس کے حکم سے قربانی کی گئی ہو۔ ([63])

ان کے علاوہ دیگر واجب یا نفل قربانی کا گوشت سب کھا سکتے ہیں۔

([63])(قَوْلُهُ وَيَأْكُلُ مِنْ لَحْمِ الْأُضْحِيَّةَ إلَخْ) هَذَا فِي الْأُضْحِيَّةَ الْوَاجِبَةِ وَالسُّنَّةِ سَوَاءٌ إذَا لَمْ تَكُنْ وَاجِبَةً بِالنَّذْرِ.... وَالْحَاصِلُ أَنَّ الَّتِي لَا يُؤْكَلُ مِنْهَا هِيَ الْمَنْذُورَةُ ابْتِدَاءً وَالَّتِي وَجَبَ التَّصَدُّقُ بِعَيْنِهَا بَعْدَ أَيَّامِ النَّحْرِ وَالَّتِي ضَحَّى بِهَا عَنْ الْمَيِّتِ بِأَمْرِهِ عَلَى الْمُخْتَارِ كَمَا قَدَّمْنَاهُ عَنْ الْبَزَّازِيَّةِ. (ردالمحتار علی الدر المختار، جلد ٦، صفحہ ٣٢٧، کتاب الاضحیہ)

- تین حصے کرنا مستحب ہے، ایک گھر والوں کے لئے، دوسرا دوست احباب رشتہ دار، تیسرا فقرا و مساکین کے لئے۔ سب گھر کے لئے رکھنا بھی جائز ہے جن احادیث میں ممانعت ہے وہ منسوخ ہیں۔
- غنی، مسلم ہو یا غیر مسلم سبھی کو گوشت دے سکتا ہے مگر غیر مسلم کو بطور ہبہ یا کھانے کے لئے دینا ہی جائز ہے۔
- غنی، بطور صدقہ مسلم اور ذمی کافر کو گوشت دے سکتا ہے مگر حربی کو اگرچہ مستامن ہو دینا منع ہے۔ اس لئے کہ حربی سے صلہ شرعا نیکی نہیں ہے، لہذا اسے نفلی صدقہ دینا بھی جائز نہیں ہے۔(64)اور پاک وہند کے غیر مسلم حربی ہیں۔(65)
- منت کی قربانی کا گوشت چاہے غنی ہو یا فقیر خود نہیں کھا سکتے بلکہ صدقہ کرنا واجب ہے، اس لئے کہ قربانی کے بعد وہ مالک نہیں ہوتے لیکن غنی مالک ہو جاتا ہے وہ جسے چاہے دے سکتا ہے۔(66)
- فقیر جو خرید کر قربانی کرے یا منت والے نے قربانی کا گوشت غیر مسلم کو دیا تو تاوان لازم آئے گا۔(67)
- میت نے قربانی کی وصیت کی ہے تو سارا گوشت صدقہ کرنا ہوگا، اگر بطور تطوع اس کی طرف سے ہے تو سب کھا سکتے ہیں۔ اس لئے کہ یہ ذابح کی ملکیت ہے اور ثواب میت کو ہے۔(68)

---

(64) فتاوی رضویہ، جلد ۲۰، صفحہ ۴۵۶

(65) اس مسئلہ میں علمائے کرام کی مختلف رائے ہیں، بعض علما پاکستان سمیت اسلامی حکومتوں کے غیر مسلم کو ذمی قرار دیتے ہیں اور بعض حربی قرار دیتے ہیں۔

(66) فتاوی رضویہ، جلد ۲۰، صفحہ ۴۵۶،۴۵۲

(67) فتاوی رضویہ، جلد ۲۰، صفحہ ۴۵۶

○ قربانی کے جانور کی کھال، جھول، سجاوٹ کی اشیا

- قربانی کی کھال، جھول، سجاوٹ کی اشیا کو صدقہ کر دینا چاہئے، یہ صدقاتِ نافلہ ہیں۔
- اگر صدقہ نہیں کرتا تو مذکورہ اشیا کو باقی رکھتے ہوئے اپنے استعمال میں لایا جاسکتا ہے۔ جیسے جانماز، چادر، دستر خوان وغیرہ بنالیا جائے۔
- اگر مذکورہ اشیا کو ہلاک کر کے استعمال میں لاتا ہے چاہے اپنے نفع کے لئے ہو یا کسی کو اجرت دینے کے لئے دونوں صورتیں ناجائز ہیں۔ جیسے کھال بیچ کر پیسوں سے موبائل خریدنا یا مزدور کی اجرت دینا۔اس لئے کہ جانور کی قربانی قربت ہے ، اس کے ذریعے تمول یعنی مال بنانا جائز نہیں ہے، اور ناجائز ذریعہ سے حاصل ہونے والا مال، مالِ خبیث ہے جو اپنے استعمال میں لانا منع ہے اور صدقہ کرنا واجب ہے، نیز اس عمل کی حدیث شریف میں ممانعت آئی ہے۔([69])
- اگر انہیں ہلاک کر کے پیسہ صدقہ کر دیتا ہے تو اب تملیک بھی شرط ہے کہ صدقہ واجبہ ہے لہذا یہ مال مسجد مدرسہ میں نہیں دے سکتا۔
- قربانی کی چربی اور اوس کی سری، پائے، بال و اون اور دودھ جو ذبح کے بعد دوہا ہے ان سب کا وہی حکم ہے چاہے تو اپنے کام میں لائے چاہے تو صدقہ نافلہ سا معاملہ کرے، اور بیچ دیا تو صدقہ واجبہ کا حکم لاگو ہوگا۔

([68]) ردالمحتار علی الدر المختار، جلد ٦، صفحہ ٣٣٥، کتاب الاضحیہ

([69]) نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: مَنْ بَاعَ جِلْدَ أُضْحِيَّتِهِ فَلَا أُضْحِيَّةَ لَهُ. یعنی جس نے قربانی کی کھال بیچ دی اس کی کوئی قربانی نہیں۔(المستدرک للحاکم، کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ الحج، جلد ٢، صفحہ ٤٢٢)

دوسرے کے قربانی کے جانور کو بلااِجازت ذَبح کرنا

○ واجب قربانی درست ہونے کے لئے صاحبِ قربانی کی اجازت ورضامندی ضروری ہے۔

○ اصل یہ ہے کہ ہر وہ کام جو انسان کسی دوسرے شخص کی جانب سے ادائیگی کیلئے کرتا ہے، وہ اس شخص کی اجازت یا حکم کے ساتھ ہی ادا مانی جائے گی، اگر اجازت یا حکم نہیں پایا گیا تو ادائیگی نہیں مانی جائے گی۔([70])

○ اگر جانورِ اس شخص کی ملک ہے اور وہ دوسروں کا مثلا اپنے بالغ بچوں، بیوی، ماں باپ اور بہن بھائی وغیرہم کا حصہ شامل کرنا چاہتا ہے تو سب سے پہلے یہ دیکھے کہ کس پر قربانی واجب ہے اور کس پر نہیں:

- جس پر قربانی واجب ہے اس سے اجازت حاصل کرنا شرط ہے، ان کی اجازت کے بغیر قربانی کی تو کسی کی قربانی نہیں ہوگی۔ اجازت چاہے صراحتًا ہو یا دلالتًا۔ صراحتًا اجازت یہ ہے کہ زبان سے کہہ دیا جائے کہ میں نے اجازت دی اور دلالتًا یہ کہ اپنی زوجہ کی طرف سے قربانی کرتا ہے اور اسے علم ہے اور وہ راضی ہے تو یہ بھی اجازت میں شامل ہے۔
- جس پر قربانی واجب نہیں ہے اس سے اجازت حاصل کرنا شرط نہیں ہے، اس کا حصہ شامل کرلیا تو ثواب ملے گا اور یہ نفل شمار ہوگی۔

○ اگر جانورِ اس شخص کی ملک نہیں ہے بلکہ کسی اور کا جانورِ اس نے ذَبح کردیا تو دو صورتیں ہیں:

- پہلی صورت یہ ہے کہ وہ جانور قربانی کے لئے تھا اور اس جانور کے مالک کی طرف سے ہی قربانی کی گئی ہے، ایسی صورت میں قربانی ہوگئی اور مالک تاوان بھی نہیں لے سکتا۔

([70]) بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، جلد ۵، صفحہ ۷۳، کتاب التضحیہ

- دوسری صورت یہ ہے کہ اُس شخص نے مالک کے بجائے اپنی جانب سے قربانی کی تو اگر مالک ذبح شدہ جانور لینے پر راضی ہے تو یہ مالک کی جانب سے قربانی کہلائے گی، ذابح کی نیت کا اعتبار نہیں ہو گا اور اگر مالک تاوان لیتا ہے تو وہ ذابح کی قربانی کہلائے گی کیونکہ تاوان ادا کرنے سے وہ مالک ہو گیا اور وہ قربانی اسی کی ہے۔ (71)

دوسری فصل: قربانی کا وقت

قربانی کا وقت	شہر	دیہات
10 ذی الحجہ کی صبح صادق سے لے کر 12 ذی الحجہ کے غروبِ آفتاب تک۔ اسے ایامِ نحر کہتے ہیں۔	شہر میں قربانی کی جائے تو نماز ادا ہونا شرط ہے اور یہ شرط خلافِ قیاس ہے مگر حدیث شریف میں نص وارد ہو چکی ہے، لہٰذا نماز عید سے پہلے شہر میں قربانی نہیں ہو سکتی۔ شہر میں بہتر یہ ہے کہ عید کی نماز و خطبہ ہو جانے کے بعد کی جائے۔	دیہات میں چونکہ نماز عید نہیں ہے یہاں طلوع فجر کے بعد سے ہی قربانی ہو سکتی ہے، لیکن دیہات میں بہتر یہ ہے کہ بعد طلوع آفتاب قربانی کی جائے۔

- قربانی قُرْبَةٌ مُوَقَّتَةٌ ہے(72) یعنی یہ مخصوص اوقات میں واجب ہوتی ہے جو کہ درج بالا چارٹ میں مذکور ہے۔

---

(71) بہارِ شریعت، جلد ۳، حصہ ۱۵، صفحہ ۳۴۸

(72) قربت اور عبادت کے اوقات قیاس سے ثابت نہیں ہوتے بلکہ سماعی ہوتے ہیں یعنی شارع علیہ الصلوۃ والسلام سے صراحتاً یا دلالتاً ثابت ہوتے ہیں۔ (بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، جلد ۵، صفحہ ۶۵، کتاب التضحیہ)

- ایامِ نحر کے تیسرے دن یعنی 12 ذی الحجہ کا سورج غروب ہونے کے بعد قربانی درست نہیں ہو گی۔امام شافعی کے نزدیک جائز ہے۔([73])
- پہلا دن یعنی دسویں تاریخ سب میں افضل ہے پھر گیارہویں اور پچھلا دن یعنی بارہویں سب میں کم درجہ ہے۔
- 11 سے 13 تک تین دنوں کو ایام تشریق کہتے ہیں۔
- قربانی کے وقت میں إِرَاقَةُ الدَّمِ یعنی خون بہانا ہی لازم ہے، کوئی دوسری شے اس کا قائم مقام نہیں ہو سکتی۔ مثلاً قربانی کے بجائے غریبوں میں کپڑے، خوراک یا قربانی کی رقم بانٹ دینا ناکافی ہے، حتیٰ کہ جانور خرید کر غریبوں کو صدقہ کر دیا تب بھی ناکافی ہے۔اس کی اصل یہ ہے کہ جب کوئی واجب کسی معین فعل سے متعلق ہوتا ہے تو اُسی معین فعل سے واجب کی ادائیگی لازم ہوتی ہے کوئی دوسری شے اس کا قائم مقام نہیں ہو سکتی جیسے نماز اور روزہ بر خلاف زکوۃ کے کیونکہ ہمارے نزدیک وہ مطلق مال پر واجب ہوتی ہے فقط نصاب پر نہیں۔([74])
- إِرَاقَةُ الدَّمِ یعنی خون بہا کر قربِ الٰہی حاصل کرنا بظاہر ایک غیر معقول عمل ہے، مگر شریعت نے مخصوص وقت کے لئے اس کا حکم جاری کیا ہے لہذا یہ اپنے وقت کے ساتھ خاص رہے گا اور قربانی کا وقت گزرنے کے بعد إِرَاقَةُ الدَّمِ پر عمل نہیں کیا جائے گا۔([75])

([73])المبسوط للسرخسی، جلد ۱۲، صفحہ ۹، کتاب الذبائح، باب الاضحیہ

([74])بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، جلد ۵، صفحہ ۶۶، کتاب التضحیہ

([75])بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، جلد ۵، صفحہ ۶۷، ۶۸، کتاب التضحیہ

- ہر وہ شے جس کا صدقہ کرنا واجب ہوتا ہے اگر اُس میں کسی قسم کی کمی واقع ہو جائے تو جتنی کمی واقع ہوئی ہے اس کی قیمت کا حساب لگا کر وہ قیمت صدقہ کرنا ہو گی۔ اس اصول کے ذریعے آنے والے چند مسائل حل کرنے میں مدد ملے گی۔([76])
- قربانی کے واجب ہونے کا سبب وقت ہے، اس لئے قربانی کی شرائط اگر وقت کے کسی حصے میں پائی گئیں تو قربانی واجب ہو گی، اسی طرح وقت کے کسی حصے میں کوئی شرط فوت ہو گئی تو قربانی واجب نہیں رہے گی۔([77]) اس اصول کے تحت کثیر مسائل حل ہوتے ہیں۔

(1) قربانی کے وقت میں شرائط کی موجودگی:

- ایک شخص پہلے کافر تھا پھر قربانی کے دنوں میں مسلمان ہو گیا، مسافر تھا مقیم ہو گیا، غلام تھا آزاد ہو گیا، نابالغ تھا بالغ ہو گیا، فقیر تھا غنی ہو گیا تو اس پر قربانی واجب ہو جائے گی، اس لئے کہ وقت میں شرائط پائی گئیں۔
- فقیر نے بنیتِ قربانی جانور خریدا اور وقت ہی میں غنی بھی ہو گیا تو اُس پر دو قربانی واجب ہے۔ ایک جانور خریدنے کے سبب دوسری وقت میں شرائط پائی جانے کے سبب۔
- غنی مسافر نے قربانی کی منت مانی ہوئی تھی پھر قربانی کے وقت میں ہی مقیم ہو گیا تو دو قربانی واجب ہے۔ ایک منت کے سبب دوسری شرائط پائی جانے کے سبب۔

([76]) فتاوی رضویہ، جلد ۲۰، صفحہ ۳۵۷

([77]) بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، جلد ۵، صفحہ ۶۵، کتاب التضحیہ

(2) قربانی کے وقت میں تمام یا چند شرائط کی فوتگی:

- ایک شخص شروع وقت میں مسلمان تھا پھر کافر ہو گیا، مقیم تھا مسافر ہو گیا، غنی تھا فقیر ہو گیا تو قربانی واجب نہیں رہے گی۔
- فقیر نے بنیتِ قربانی جانور خریدا پھر مسافر ہو گیا تو پھر بھی قربانی واجب ہے۔
- قربانی کی منت مانی اور معاذاللہ کافر ہو گیا تو منت کا پورا کرنا واجب نہیں ہے۔

(3) قربانی کے وقت میں قربانی نہیں کی:

قربانی کا وقت گزر جائے تو قربانی کا عمل فوت ہو جاتا ہے۔ لہذا؛

غنی کے لئے حکم ہے کہ

- اگر جانور خریدا تھا، تو چاہے وہی زندہ جانور صدقہ کرے یا بکری کی قیمت صدقہ کرے، اس لئے کہ اس پر معین جانور کا صدقہ واجب نہیں ہے۔([78])
- اور عید کے بعد جانور ذبح کرنے کی صورت میں، جانور کا سارا گوشت اور ذبح کی وجہ سے جانور کی قیمت میں واقع ہونے والی کمی کی رقم کو صدقہ کرنا ہو گا۔([79])

([78]) ردالمحتار علی الدر المختار، جلد ۶، صفحہ ۳۱۵، کتاب الاضحیہ

([79]) روایت ہے حضرت حکیم ابن حزام سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہاتھ ایک اشرفی بھیجی تاکہ آپ کے لیے قربانی خرید لیں انہوں نے ایک اشرفی سے مینڈھا خریدا اور اسے دو دینار میں بیچ دیا پھر واپس بازار آئے اور ایک اشرفی سے قربانی خرید لی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قربانی اور دوسری قربانی سے بچی ہوئی اشرفی لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشرفی تو خیرات کر دی اور انہیں دعا دی کہ ان کی تجارت میں ہمیشہ برکت ہو (ترمذی، ابوداؤد) یہ بھی معلوم ہوا کہ قربانی کے جانور کی قیمت سے بچا ہوا پیسہ اپنے کام میں نہ لائے بلکہ خیرات کر دے تاکہ اپنا صدقہ خود نہ کھائے۔ (مراۃ المناجیح)

- اگر جانور نہیں خریدا تھا، تو اس پر ایک بکری کی قیمت صدقہ کرنا واجب ہے[80]، ایامِ عید کے بعد فقیر ہونے کے باوجود بھی یہ صدقہ ساقط نہیں ہوگا۔
- غنی پر یہ بات لازم نہیں کہ جس جانور کو وہ قربانی کے لئے خرید کے لایا ہے، اسے ہی قربان کرے، وہ چاہے تو اس جانور کو بیچ کر زیادہ قیمت والا دوسرا جانور بھی لا سکتا ہے، اس لئے کہ اس پر معین جانور کی قربانی واجب نہیں بلکہ مطلقاً قربانی واجب ہوتی ہے۔

فقیر کے لئے حکم ہے کہ

- ایامِ عید کے بعد خاص اسی جانور کا زندہ صدقہ کرنا واجب ہو جاتا ہے۔
- عید کے بعد جانور ذبح کرنے کی صورت میں، جانور کا سارا گوشت اور ذبح کی وجہ سے جانور کی قیمت میں واقع ہونے والی کمی کی رقم کو صدقہ کرنا ہوگا۔
- فقیر نے عیبی جانور خریدا تو وہ اسکی قربانی کر سکتا ہے۔

منت والے کے لئے حکم ہے کہ

- عید کے بعد ''معین جانور کی منت''میں وہی جانور، زندہ اور ''غیر معین جانور کی منت''میں کوئی بھی جانور، زندہ صدقہ کرنا ہوگا۔ لیکن اگر بکری کی قربانی کی منت مانی تو اونٹ یا گائے کی قربانی کر دینے سے بھی منت پوری ہو جائے گی۔
- عید کے بعد جانور ذبح کرنے کی صورت میں، جانور کا سارا گوشت اور ذبح کی وجہ سے جانور کی قیمت میں واقع ہونے والی کمی کی رقم کو صدقہ کرنا ہوگا۔

---

[80] بکری کی قیمت ہی صدقہ کرنا ہوگی، گائے کے حصے کے برابر قیمت صدقہ نہیں ہو سکتی، کتبِ فقہ میں اس صورت کا یہی حکم ہے۔

(4) قربانی کے وقت میں جانور مر گیا یا عیب والا ہو گیا:

اگر قربانی کا جانور وقتِ قربانی سے پہلے مر گیا یا عیب دار ہو گیا تو:

- غنی دوسرا لیکر آئے، اس لئے کہ شرائط پائی جانے کی وجہ سے اس پر اب بھی قربانی واجب ہے۔
- اگر فقیر ہے تو جانور مرنے کی صورت میں قربانی ساقط ہو گئی، اس لئے کہ جن جانور کو قربانی کی نیت سے خریدا تھا وہ اب ہلاک ہو گیا اور کوئی دوسری وجہ نہیں جس کے سبب اس پر قربانی واجب کی جائے۔ اور عیب دار ہو گیا تو اسی جانور کی قربانی کرے۔
- اگر منت کا جانور ہے تو غنی ہو یا فقیر دوسرا خرید کر قربانی کرے، اس لئے کہ اس پر منت کا پورا کرنا اب بھی واجب ہے۔

(5) قربانی کے وقت میں جانور گم یا چوری ہو گیا: [81]

غنی کے لئے حکم ہے کہ

- اگر اب بھی مالکِ نصاب ہے تو دوسرا جانور خرید کر قربانی کرے، اس لئے کہ واجب ہونے کی شرائط پائی جا رہی ہیں۔
- اگر اب مالکِ نصاب نہیں رہا تو قربانی واجب نہیں ہے، اس لئے کہ واجب ہونے کی شرط فوت ہو گئی۔
- اگر گما ہوا جانور واپس مل گیا تو دیکھیں گے اب بھی مالکِ نصاب ہے یا نہیں:

+ اگر مالکِ نصاب نہیں رہا تو اس پر قربانی واجب نہیں ہے، چاہے تو اس جانور کی قربانی کرے چاہے نہ کرے۔

+ اگر مالکِ نصاب ہے اور دوسرا جانور نہیں خریدا تھا تو اسی کی قربانی کر دے، کافی ہے۔

---

[81] بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، جلد ۵، صفحہ ٦٦، کتاب التضحیہ

+ اگر مالکِ نصاب ہے اور دوسرا جانور خرید چکا ہے تو اختیار ہے کہ دونوں میں سے جس کی چاہے قربانی کرے، لیکن یاد رہے غنی نے اگر پہلے جانور کی قربانی کی تو اگر پہلے والے کی قیمت دوسرے سے کم ہو تب تو کوئی حرج نہیں اور اگر دوسرے کی قربانی کی اور اس کی قیمت پہلے والے سے کم ہے تو جتنی کمی ہے اتنی رقم صدقہ کرے ہاں اگر پہلے کو بھی قربان کر دیا تو اب وہ تصدق واجب نہ رہا۔

فقیر کے لئے حکم ہے کہ

- اگر اب بھی فقیر ہے، مالکِ نصاب نہیں ہے تو اس پر قربانی واجب نہیں اور پہلی والی ساقط ہو گئی۔
- اگر اب مالکِ نصاب ہو گیا ہے اور پہلا والا جانور بھی مل گیا ہے تو دو قربانی واجب ہو گی، ایک وہ جو پہلے واجب ہوئی تھی اور ایک وہ جو مالکِ نصاب ہونے کی وجہ سے واجب ہوئی ہے۔

- شہر میں قبلِ نماز قربانی کا نہ ہونا انعدامِ شرط (اور حدیث شریف کے مطابق وہ شرط نماز ہے) کی وجہ سے ہے نہ کہ انعدامِ وقت کی وجہ سے۔ (المبسوط للسرخسی)
- عید کی نماز کا وقت زوال تک ہے، جیسے ہی ظہر کا وقت شروع ہوا عید کا وقت ختم ہو گیا، شہر بھر نے نماز ادا کی ہو یا نہیں قربانی کی جا سکتی ہے۔ [82]
- اگر نماز ہو گئی لیکن خطبہ باقی ہے اور قربانی کر دی، تو ہو جائے گی مگر ایسا کرنا مکروہ ہے۔
- یہ جو شہر و دیہات کا فرق بتایا گیا یہ مقام قربانی کے لحاظ سے ہے قربانی کرنے والے کے اعتبار سے نہیں یعنی دیہات میں قربانی ہو تو وہ وقت ہے اگرچہ قربانی کرنے والا شہر میں ہو اور شہر میں ہو تو نماز کے بعد ہو اگرچہ جس کی طرف سے قربانی ہے وہ دیہات میں ہو لہٰذا شہری آدمی اگر یہ چاہتا ہے کہ صبح ہی نماز سے پہلے قربانی ہو جائے تو جانور دیہات میں بھیج دے۔

---

[82] ردالمحتار علی الدرالمختار، جلد ۶، صفحہ ۳۱۸

○ جس مکان میں قربانی ہوگی اسی مکان کے وقت کا اعتبار ہے نہ کہ ذابح کا۔اصل یہ ہے کہ جس مکان میں قربت کا فعل ہوگا اسی کا اعتبار ہوگا نہ کہ مفعول عنہ کا۔([83])

○ آج کل مختلف ممالک میں بقر عید میں ایک دو دن کا فرق آجاتا ہے،ایسی صورت میں قربانی کے واجب ہونے کے لئے صاحبِ قربانی کا اعتبار ہے اور قربانی کی ادائیگی کے لئے قربانی کے مکان کا۔

اس کی تین صورتیں ہیں اور تینوں کے مختلف احکام ہیں؛

- یورپ میں ایامِ نحر شروع نہیں ہوئے تھے اور پاکستان میں وکیل نے قربانی کردی تو نہ ہوئی کہ ابھی قربانی واجب ہی نہیں ہوئی اور قبل از وجوب ادائیگی بے محل ہے۔
- یورپ میں ایامِ نحر شروع ہوچکے اور پاکستان میں بھی ایامِ نحر جاری ہیں تو وکیل کی جانب سے قربانی ہوجائے گی،اگر وکیل شہر میں ہے تو نمازِ عید کے بعد اور دیہات میں ہے تو طلوعِ فجر کے بعد کرسکتا ہے۔
- یورپ میں ایامِ نحر گزر چکے اور پاکستان میں جاری ہیں تو وکیل قربانی نہیں کرسکتا،اگر کرے گا تو جانور صدقہ کرنا ہوگا اور ذبح کی وجہ سے قیمت میں جتنی کمی آئی وہ بھی صدقہ کرنا ہوگی۔([84])

([83]) بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، جلد ۵، صفحہ ۷۴، کتاب التضحیہ

([84]) بعض علمائے کرام مثلا محققِ اہلسنت مفتی عطاء اللہ نعیمی و دیگر حفظھم اللہ کی رائے میں بہر صورت قربانی کے مکان کا اعتبار ہے چاہے صاحبِ قربانی کے ہاں وقت نکل چکا ہو یا داخل نہ ہوا ہو۔لہذا وہ مذکورہ تینوں صورتوں میں قربانی کو جائز قرار دیتے ہیں۔ان کی جانب سے پیش کردہ تمام تصریحات ذابح کے مکان کے اعتبار پر ہیں جسے ہم بھی مانتے ہیں مگر ان عبارتوں میں یہ تصریح کہیں موجود نہیں ہے کہ مذبوح عنہ پر قربانی واجب نہ ہو یا وقت گزر چکا ہو تب بھی مکانِ ذبح کا اعتبار ہے۔(عارفین)

- اگر شہر میں متعدد جگہ عید کی نماز ہوتی ہو تو پہلی جگہ نماز ہو چکنے کے بعد قربانی جائز ہے یعنی یہ ضرور نہیں کہ عید گاہ میں نماز ہو جائے جب ہی قربانی کی جائے بلکہ کسی مسجد میں ہو گئی اور عید گاہ میں نہ ہوئی جب بھی ہو سکتی ہے۔
- امام نے نماز پڑھ لی اس کے بعد قربانی ہوئی پھر معلوم ہوا کہ امام نے بغیر وضو نماز پڑھادی تو نماز کا اعادہ کیا جائے قربانی کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔
- رات میں ذبح کرنے کا عمل مکروہ وخلافِ اولی ہے لیکن یہ کراہت غلطی کے اندیشہ کے سبب ہے، اگر ضرورت ہو جیسے صبح تک انتظار کیا تو جانور مر جائے گا تو بالکل بھی کراہت نہیں۔ نیز کراہت عمل میں ہے ذبیحہ بہر صورت مکروہ نہیں ہوتا۔([85]) اور اب جہاں روشنی کا باقاعدہ انتظام ہوتا ہے کہ غلطی کا امکان نہیں رہتا وہاں یہ کراہت بھی نہیں۔ (عارفین)
- ایام نحر میں قربانی کرنا اتنی قیمت کے صدقہ کرنے سے افضل ہے کیونکہ قربانی واجب ہے اور صدقہ کرنا نفل ہے لہٰذا قربانی افضل ہوئی، اور وجوب کی صورت میں بغیر قربانی کیے عہدہ برآ نہیں ہو سکتا۔

تیسری فصل: قربِ الٰہی کی نیت

- ذبح کرنے والے کا قولاً یا فعلاً قربِ الٰہی کی نیت کرنا ضروری ہے، قولاً یہ کہ جانور خریدنے سے پہلے یا بعد میں زبان سے نیت کا اظہار کرلے اور فعلاً اس طرح کہ جانور خریدا ہی قربانی کی نیت سے جائے۔

([85]) فتاوی رضویہ، جلد ۲۰، صفحہ ۲۱۳

- قربِ الٰہی کی نیت اس لئے شرط ہے کہ جانور بعض اوقات گوشت کے لئے ذَبح کیا جاتا ہے اور بعض اوقات قربت کے لئے، اور اس فرق کو نیت ہی ممتاز کرے گی لہذا قربت کی نیت شرط ہو گی۔([86])
- ضروری نہیں قربانی ہی کی نیت ہو کفارے کے طور پر یا عقیقہ کے طور پر ہو تب بھی جائز ہے۔
- احناف کے نزدیک سب شرکا کی نیت قربِ الٰہی کی ہو ورنہ کسی کی نہیں ہو گی کیونکہ اراقۃ الدم میں جزئیت نہیں ہے یہ باقاعدہ ایک عمل ہے، نص کی وجہ سے شراکت کی رخصت دی گئی۔

چوتھی فصل: ذَبح کا عمل

قربانی کا طریقہ

- قربانی سے پہلے جانور کو چارہ پانی دیں یعنی بھوکا پیاسا ذبح نہ کریں۔
- ایک کے سامنے دوسرے کو ذبح نہ کریں۔
- پہلے سے چھری تیز کر لیں ایسا نہ ہو کہ جانور گرانے کے بعد اس کے سامنے چھری تیز کی جائے۔
- جانور کو بائیں پہلو پر اس طرح لٹائیں کہ اس کا منہ قبلہ کی طرف ہو، سر جنوب کی طرف، پیٹھ مشرق کی طرف([87])، اب اپنا دایاں پاؤں گردن کے نچلے حصہ کی طرف رکھیں اور تیز چھری سے جلد ذبح کر دیا جائے اور ذبح سے پہلے یہ دُعا پڑھی جائے:

([86])ردالمحتار علی الدر المختار، جلد ٦، صفحہ ٣١٢، کتاب الاضحیہ

([87])اس کے خلاف عمل کرنا مکروہ ہے، اور بائیں پہلو پر لٹانے کی احتیاطی تاکید زیادہ ہو جاتی ہے، اسلئے کہ بعض مالکی علما کے نزدیک دائیں پہلو پر لٹایا تو جانور حرام ہو جائے گا۔ (فتاوی رضویہ، جلد ٢٠، صفحہ ٢١٧)

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ اِنَّ صَلَا تِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَاشَرِیْكَ لَهٗ وَ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰهُمَّ لَكَ وَمِنْكَ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ

اسے پڑھ کر ذبح کردے۔

- قربانی اپنی طرف سے ہو تو ذبح کے بعد یہ دُعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ خَلِیْلِكَ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَحَبِیْبِكَ مُحَمَّدٍ صلَّى الله تعالىٰ عليه وسلَّم

- قربانی دوسرے کی طرف سے ہو تو ذبح کے بعد یہ دُعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ فلان (یہاں اس شخص کا نام لیں) كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ خَلِیْلِكَ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَحَبِیْبِكَ مُحَمَّدٍ صلَّى الله تعالىٰ عليه وسلَّم

- اس طرح ذبح کریں کہ چاروں رگیں کٹ جائیں یا کم سے کم تین رگیں کٹ جائیں۔اس سے زیادہ نہ کاٹیں کہ چھری گردن کے مہرہ تک پہنچ جائے کہ یہ بے وجہ کی تکلیف ہے۔
- جب تک جانور ٹھنڈا نہ ہو جائے یعنی جب تک اس کی روح بالکل نہ نکل جائے اس کے نہ پاؤں وغیرہ کاٹیں نہ کھال اتاریں۔
- قربانی کرنے والا بقر عید کے دن سب سے پہلے قربانی کا گوشت کھائے اس سے پہلے کوئی دوسری چیز نہ کھائے یہ مستحب ہے،اس کے خلاف کرے جب بھی حرج نہیں۔

قربانی کے مستحبات

امام مسلم بن حجاج قشیری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللهَ كَتَبَ الْإِحْسَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ، فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ، وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذَّبْحَ، وَلْيُحِدَّ أَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ، فَلْيُرِحْ ذَبِيحَتَهُ. یعنی بے شک اللہ تعالی نے ہر چیز پر احسان کرنا مقرر فرمادیا ہے تو جب تم کسی کو قتل کرو تو قتل میں بھی احسان برتو اور ذبح کرو تو ذبح میں بھی احسان برتو اور تم میں سے جو ذبح کرنا چاہے اُسے چاہئے کہ چھری تیز کرلے تو وہ اپنے جانور کو راحت دے۔(88)

اس حدیث شریف میں ذبح میں احسان برتنے کا حکم دیا ہے لہذا ذبح اور اس کے جتنے لوازمات ہیں ان میں احسان یعنی خیر و بھلائی کو پیشِ نظر رکھا جائے گا۔

- جانور کو قربانی سے کچھ وقت پہلے خرید کر اپنے سے مانوس کرلینا تاکہ اسکی طرف رغبت پیدا ہو جائے۔
- اس کو لگام ڈالنا، مختلف جھالروں سے سجانا تاکہ شعائر اللہ کی تعظیم کا اظہار ہو۔
- جانور کو ذبح خانے میں اہتمام کے ساتھ لے جانا نہ کہ گھسیٹ کر تذلیل کے ساتھ۔
- جو قربانی کا ارادہ رکھتا ہو وہ ذوالحجہ کا چاند دیکھنے سے لے کر قربانی کرنے تک بال اور ناخن نہ کاٹے، یہ مستحب ہے۔اگر موئے بغل و زیرِ ناف اور ناخن کاٹے چالیس دن سے زیادہ گزر گئے ہوں تو انہیں کاٹنا واجب ہے۔اب اس مستحب پر عمل نہیں ہو گا۔(89)

---

(88) صحیح مسلم، کتاب الصید والذبائح، باب الامر باحسان، صفحہ ۹۴۱، حدیث ۱۹۵۵

(89) فتاوی رضویہ، جلد ۲۰، صفحہ ۳۵۳

○ قربانی کرنے والا بقر عید کے دن سب سے پہلے قربانی کا گوشت کھائے اس سے پہلے کوئی دوسری چیز نہ کھائے یہ مستحب ہے، اگر گوشت سے پہلے کچھ اور کھالیا تب بھی حرج نہیں۔

ذَبح کرنے کے مسائل

○ اُس جانور کو جس کی رگیں کاٹی گئیں ذَبیحہ اور ذِبح کہتے ہیں۔

○ بعض جانور بغیر ذبح کئے بھی حلال ہوتے ہیں اور بعض ذبح کے بغیر حلال نہیں ہوتے۔

○ جو شرعاً ذبح نہیں کیے جا سکتے ہیں وہ مچھلی اور ٹڈی ہیں جو بغیر ذبح حلال ہیں۔

○ جو ذبح کیے جا سکتے ہیں وہ بغیر ذکاۃ شرعی حلال نہیں ہوتے۔

ذکاۃ شرعی: اس کا مطلب یہ ہے کہ جانور کو اس طرح نحر یا ذبح کیا جائے کہ حلال ہو جائے۔		
اختیاری		اضطراری
ذبح	نحر	
گلے میں چند رگیں ہیں ان کے کاٹنے کو ذَبح کہتے ہیں	حلق کے آخری حصہ میں نیزہ وغیرہ بھونک کر رگیں کاٹ دینے کو نحر کہتے ہیں	ذکاۃ اضطراری یہ ہے کہ جانور کے بدن میں کسی جگہ نیزہ وغیرہ بھونک کر خون نکال دیا جائے اس سے مخصوص صورتوں میں جانور حلال ہوتا ہے

○ اونٹ کو نحر کرنا اور گائے بکری وغیرہ کو ذَبح کرنا سنت ہے اور اگر اس کا عکس کیا یعنی اونٹ کو ذبح کیا اور گائے وغیرہ کو نحر کیا تو جانور اس صورت میں بھی حلال ہو جائے گا مگر ایسا کرنا مکروہ تنزیہی ہے کہ سنت کے خلاف ہے۔(90)

(90) ردالمحتار علی الدر المختار، جلد ۶، صفحہ ۳۰۳، کتاب الاضحیہ

- ذبح کرنے کی جگہ حلق اور لبہ کا درمیانی حصہ ہے، حلق زبان کی جڑ اور لبہ سینے کا بالائی حصہ ہے جہاں ایک گڑھا سا ہوتا ہے۔ اس حصے میں اوپر، نیچے، درمیان جہاں چاہے ذبح کریں۔ حدیث شریف میں اسی جگہ ذَبح کا حکم دیا گیا ہے([91]) اور عقلی طور پر یہ ذَبح کے لئے سب سے موثر جگہ ہے کیونکہ یہاں چاروں رگیں جمع ہوتی ہیں۔
- رگوں کا کٹنا اصل ہے اگر گھنڈی (وہ گرہ جو گلے میں باہر کی جانب ظاہر ہوتی ہے) سے اوپر ذَبح کیا اور رگیں کٹ گئیں تو جانور حلال ہو جائے گا۔([92])
- نَحر کرنے کی جگہ حلق کا آخری حصہ یعنی گردن کے نیچے سینہ کے پاس ہے۔ ضابطہ یہ ہے کہ ہر وہ جاندار جس کی گردن لمبی ہو اُسے نحر کیا جائے گا۔ جیسے اونٹ، شتر مرغ اور بطخ۔([93])
- عوام میں یہ مشہور ہے کہ اونٹ کو تین جگہ ذبح کیا جاتا ہے غلط ہے اور یوں کرنا مکروہ ہے کہ بلا فائدہ ایذا دینا ہے۔
- جو رگیں ذبح میں کاٹی جاتی ہیں وہ چار ہیں۔
  - حُلقُوم یہ وہ ہے جس میں سانس آتی جاتی ہے۔
  - مَرِی اس سے کھانا پانی اترتا ہے۔
  - ان دونوں کے آس پاس دو رگیں جو دل سے دماغ تک متصل ہوتی ہیں، ان میں خون کی روانی ہوتی ہے، اسے وَدَجَین کہتے ہیں۔([94])

([91]) الذكاة ما بين اللبة و اللحيين. ذَبح لبہ اور دو جبڑوں کے درمیان ہے۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۲۰، صفحہ ۲۲۳)

([92]) فتاوی رضویہ، جلد ۲۰، صفحہ ۲۱۹، ۲۲۰

([93]) ردالمحتار علی الدر المختار، جلد ۹، صفحہ ۳۰۳، کتاب الاضحیہ

([94]) فتاوی رضویہ، جلد ۲۰، صفحہ ۲۲۱

- چاروں رگیں کٹنی چاہیے، لیکن اکثر رگیں یعنی تین بھی کٹ گئی تب بھی ذبیحہ حلال ہو جائے گا۔
- اگر چاروں میں سے ہر ایک کا اکثر حصہ کٹ جائے گا جب بھی حلال ہو جائے گا اور اگر آدھی آدھی ہر رگ کٹ گئی اور آدھی باقی ہے تو حلال نہیں۔
- اونٹ کو کھڑا کر کے نحر کیا جائے بٹھا کر کیا تب بھی جائز ہے اور گائے و بکری کو لٹا کر ذبح کرنا چاہیئے۔

ذبح سے حلال ہونے کی شرائط

ذبح سے حلال ہونے کی شرائط	(1)عاقل ہونا
	(2)مسلم یا کتابی ہونا
	(3)اللہ عزوجل کے نام کے ساتھ ذبح کرنا
	(4)ذبح کرنے والا اللہ عزوجل کا نام اپنی زبان سے کہے
	(5)ذبح کے وقت نام الٰہی ذبح کے مقصد سے لیا ہو
	(6)ذبح کے وقت غیرِ خدا کا نام نہ لے
	(7)ذبح کے وقت جانور زندہ ہو

شرائط کی تفصیل

(1)عاقل ہونا

- چھوٹا بچہ جو عقل نہیں رکھتا یا مجنون یا نشے میں مستغرق کا ذبیحہ حلال نہیں ہے اس لئے کہ یہ قصد یعنی ارادہ، تسمیہ یعنی اللہ کا نام لینا اور کن ذبح یعنی رگوں کے کٹ جانے کو نہیں سمجھتا۔

○ اگر چھوٹا بچہ ذبح کو درست طور پر سمجھتا ہو اور اس پر قدرت رکھتا ہو تو اس کا ذبیحہ حلال ہے۔

(2) مسلم یا کتابی ہونا

○ مسلم مرد یا عورت کا ذبیحہ حلال ہے۔

○ مشرک، ملحد اور مرتد کا ذبیحہ حرام و مردار ہے، چاہے مرد ہو یا عورت۔

○ بد مذہب جو ضروریاتِ دین کا منکر نہ ہو، اس کا ذبیحہ حلال ہے۔ لیکن ایسے بد مذہب جن کا لزومِ کفر ثابت ہو جیسے جری وبیباک وہابی دیوبندی ان کا ذبیحہ کھانا بھی منع ہے، اس لئے کہ ذبیحہ کا حلال ہونا، نہ ہونا حکمِ فقہی ہے اور جمہور فقہائے کرام کے نزدیک لزومِ کفر کے مرتکب کا ذبیحہ حرام و مردار ہے۔[95] لزومِ کفر کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ وہ تقویت الایمان کے مسائل کو صحیح و درست تسلیم کرتے ہوں۔

○ کتابی کا ذبیحہ اس وقت حلال سمجھا جائے گا جب مسلمان کے سامنے ذبح کیا ہو اور معلوم ہو کہ اللہ عزوجل کا نام لے کر ذبح کیا ہے۔

○ زبان سے خدا کا نام لینا چاہئے، لہذا کتابی نے خدا کا نام لیکر ذبح کیا، تو حلال ہو جائے گا اگرچہ دل میں مسیح کو خدا جانے۔[96]

○ نابالغ لڑکے کے والدین میں ایک کتابی ہے دوسرا غیر کتابی مثلا مشرک ہے تو اس کو کتابی قرار دیکر ذبیحہ حلال مانا جائے گا۔

○ مسلمان نے بت کدے کا جانور اللہ عزوجل کا نام لے کر ذبح کیا تو وہ حلال ہے، مگر یہ عمل مکروہ ہے۔

---

[95] فتاوی رضویہ، جلد ۲۰، صفحہ ۲۴۹

[96] فتاوی رضویہ، جلد ۲۰، صفحہ

(3)اللہ عزوجل کے نام کے ساتھ ذبح کرنا

- ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے کوئی نام ذکر کرے جانور حلال ہو جائے گا۔
- لفظ اللہ ذکر کرنا ضروری نہیں۔کسی اور زبان میں اللہ کا نام لیا تب بھی جانور حلال ہو جاتا ہے۔
- نامِ الٰہی کے ساتھ کسی صفت کا ذکر کیا تب بھی حلال ہو جاتا ہے۔مثلا سبحان اللہ

(4)ذبح کرنے والا اللہ عزوجل کا نام اپنی زبان سے کہے

- اگر جان بوجھ کر اللہ کا نام نہ لیا تو جانور حرام اور مردار ہو گیا۔
- اگر تکبیر کہنا بھول گیا تو جانور حلال ہے۔ جیسے بعض مرتبہ شکار کے ذبح میں جلدی ہوتی ہے اور جلدی میں بسم اللہ کہنا بھول جاتا ہے اس صورت میں جانور حلال ہے۔
- گونگے کا ذبیحہ حلال ہے۔
- ذبح جانور کی رگوں کے کاٹنے کا نام ہے، لہذا جو بھی اس عمل میں شریک ہو گا وہ ذابح شمار ہو گا اور ان سب پر تکبیر پڑھنا واجب ہے۔مثلا دو شخص چھری پکڑتے ہیں تو دونوں پر تکبیر واجب ہے۔([97])
- ہاتھ پاؤں پکڑنا ذبح نہیں ہے، یہ رسی باندھنے کے مثل ہے لہذا ان پر تکبیر واجب نہیں ہے۔حتی کہ اگر مجوسی یا بت پرست ہاتھ پاؤں پکڑے گا تو بھی ذبیحہ میں خلل نہیں آئے گا۔([98])

(5) ذبح کے وقت نامِ الٰہی ذبح کے مقصد سے لیا ہو

- ذبح کے وقت ذکرِ خالص شرط ہے یعنی ذبح ہی کے مقصد سے نامِ الٰہی لیا جائے۔
- دعا، سوال، جواب یا کسی اور غرض سے نامِ الٰہی لیا تو جانور حلال نہیں ہو گا۔ جیسے چھینک پر الحمد للہ کہا۔

([97]) فتاوی رضویہ، جلد ۲۰، صفحہ ۲۱۵، ۲۱۸

([98]) فتاوی رضویہ، جلد ۲۰، صفحہ ۲۱۸، ۲۲۲

- اگر زبان سے بسم اللہ کہی اور دل میں یہ نیت حاضر نہیں کہ جانور ذبح کرنے کے لیے کہتا ہوں، تب بھی جانور حلال ہے۔

(6)ذبح کے وقت غیرِ خدا کا نام نہ لے

اس کی تین صورتیں ہیں:

- (1) عمل کفر اور ذبیحہ حرام: اگر اللہ عزوجل کے ساتھ کسی اور کا نام ملا کر لیا، شرکت و قربت مقصود ہے تو ایسا کرنا کفر و حرام ہے اور ذبیحہ بھی حرام ہو جائے گا کیونکہ یہ ذبیحہ پر غیر اللہ کا نام لینا ہے۔۔ جیسے بسمِ اللہ و بسمِ محمد یا بسمِ اللہ و محمد رسول اللہ (بکسر الدال)۔
- (2) عمل مکروہ اور ذبیحہ حرام: اگر اللہ عزوجل کے ساتھ کسی اور کا نام ملا کر لیا، شرکت و قربت مقصود نہیں تھی تو ایسا کرنا مکروہ ہے کیونکہ غیرِ خدا کے نام پر ذبح کرنے کی مشابہت موجود ہے، صحیح قول کے مطابق ذبیح حرام ہو جائے گا۔۔ جیسے مثلا بسم اللہ و بسمِ محمد یا بسم اللہ و محمد رسولِ اللہ (بکسر الدال)۔[99]
- (3) عمل جائز اور ذبیحہ حلال: اگر اللہ عزوجل کے ساتھ کسی اور کا نام صورۃ و معنی ملا کر نہیں لیا نہ ہی شرکت مقصود ہے تو ذبیحہ حلال ہے، یہ وہی صورت ہے کہ ذبح سے قبل یا بعد مسنون دعائیں پڑھی جاتی ہیں۔ جیسے اللهم تقبل مني إلى آخر.

---

[99] امامِ اہلسنت لکھتے ہیں: بلکہ اس سے بھی زائد خاص صورت عطف میں مثلا "بنامِ خدا و بنامِ فلاں" جس سے صاف معنی شرکت ظاہر ہے اگرچہ مذہبِ صحیح حرمتِ جانور ہے مگر حکمِ کفر نہیں دیتے کہ وہ امرِ باطنی ہے۔(تفصیل فتاوی رضویہ، جلد ۲۰، صفحہ ۲۷۵)

(7)ذبح کے وقت جانور زندہ ہو

- ذبح کے وقت جانور زندہ ہوا گرچہ اس کی حیات کا تھوڑا ہی حصہ باقی رہ گیا ہو۔ لیکن حیات روح نکلنے سے پہلے والی ہو، فقط موت کا تڑپنا حیات کو ثابت نہیں کرے گا، جس میں آخری دو چار جھٹکے ہوتے ہیں۔(100)
- ذبح کے بعد خون نکلنا، آنکھیں بند کرنا، پاؤں سمیٹنا، حرکت پیدا ہونا، زندہ ہونے کی علامات سے ہے۔
- اگر علامات نہ پائی جائیں لیکن یقین سے ثابت ہو کہ جانور زندہ ہے تو حلال مانا جائے گا۔(101)

ذبح کے متفرق احکام

- ذبح ہر اس چیز سے کر سکتے ہیں جو ذابح کا غیر ہو، رگیں کاٹ دے اور خون بہادے، چھری سے ذبح کرنا ضروری نہیں، دھار دار پتھر سے بھی ذبح ہو سکتا ہے۔
- ذابح اپنے ناخن اور دانت سے ذبح نہیں کر سکتا کیونکہ یہ ذابح کا غیر نہیں ہیں۔
- اس طرح ذبح کرنا کہ چھری حرام مغز تک پہنچ جائے یا سر کٹ کر جدا ہو جائے مکروہ ہے مگر وہ ذبیحہ کھایا جائے گا یعنی کراہت اس فعل میں ہے نہ کہ ذبیحہ میں۔
- ہر وہ فعل جس سے جانور کو بلا فائدہ تکلیف ہو مکروہ ہے، کچھ کراہت گناہ کا موجب ہو گی اور کچھ کراہت ناپسندیدگی کا۔ مثال کے طور پر:
  - جانور میں زندگی باقی ہے، ٹھنڈا ہونے سے پہلے اس کی کھال اتارنا، ٹانگ توڑنا وغیرہ۔

---

(100) فتاوی رضویہ، جلد ۲۰، صفحہ ۲۲۶

(101) فتاوی رضویہ، جلد ۲۰، صفحہ ۲۱۴۔۔۔بہارِ شریعت، حصہ ۱۵، صفحہ ۳۱۴

- جانور کی گردن کو جھٹکا دیکر گرانا، اگر گردن ٹوٹنے سے جانور مر گیا تو حرام ہو جائے گا۔
- جانور کو گھسیٹتے ہوئے قربانی کی جگہ لے جانا۔
- جانور کو لٹائے رکھنا اور چھری تیز کرنا۔
- جانور کو کند چھری سے ذبح کرنا۔[102]

○ سنت یہ ہے کہ ذبح کرتے وقت جانور کا مونھ قبلہ کو کیا جائے اور ایسا نہ کرنا مکروہ ہے۔

○ جن اگر انسانی شکل میں ہو تو اس کا ذبیحہ جائز ہے اور انسانی شکل میں نہ ہو تو جائز نہیں ہے۔[103]

○ مستحب یہ ہے کہ ذبح کے وقت بِسْمِ اللّٰہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے یعنی بِسْمِ اللّٰہ اور اَللّٰہُ اَکْبَر کے درمیان واؤ نہ لائے اور اگر بِسْمِ اللّٰہ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ واؤ کے ساتھ کہا تو جانور اس صورت میں بھی حلال ہو گا مگر بعض کتب مثلاً تنویر الابصار میں مکروہ لکھا ہے۔[104]

○ ذبح اختیاری میں مذبوح (جس جانور کو ذبح کیا جائے) پر تسمیہ پڑھنا شرط ہے جبکہ ذبح اضطراری میں آلے پر تسمیہ پڑھنا شرط ہے۔ اس ضابطے کی مثالیں ملاحظہ کریں:

- بکری ذبح کے لئے لٹائی، تسمیہ پڑھی، بجائے پہلی کے کسی دوسری بکری کو ذبح کر دیا، حلال نہیں ہوئی۔
- بکری ذبح کے لئے لٹائی، تسمیہ پڑھی، جس چھری سے ذبح کرنا چاہتا تھا وہ نہ چلی تو دوسری اٹھا کر ذبح کر دی، حلال ہو گئی۔

---

[102] درانتی یا کند چھری سے ذبح کرنا ممنوع و گناہ ہے۔(فتاوی رضویہ، جلد ۲۰، صفحہ ۲۲۵)

[103] فتاوی رضویہ، جلد ۲۰، صفحہ ۲۴۲

[104] فتاوی رضویہ، جلد ۲۰، صفحہ ۲۱۵

- بکری کو شکار کرنے کے لئے تیر پر تسمیہ پڑھی، جس کو شکار کرنا تھا تیر غلطی سے کسی اور بکری کو جالگا،وہ بکری حلال ہوگئی۔
- بکری کو شکار کرنے کے لئے تیر پر تسمیہ پڑھی، پھر دوسرا تیر اٹھا کر بغیر تسمیہ پڑھے اُسی بکری کا شکار کیا،وہ بکری حلال نہیں ہوئی۔

○ بسم اللہ کہنے اور ذبح کرنے کے درمیان طویل فاصلہ نہ ہو اور مجلس بدلنے نہ پائے اگر مجلس بدل گئی اور عمل کثیر بیچ میں پایا گیا تو جانور حلال نہ ہوا۔ایک لقمہ کھایا یا ذرا سا پانی پیا یا چھری تیز کرلی یہ عمل قلیل ہے جانور اس صورت میں حلال ہے۔

○ دو بکریوں کو نیچے اوپر لٹا کر دونوں کو ایک ساتھ بسم اللہ پڑھ کر ذبح کر دیا دونوں حلال ہیں اس لئے کہ فعل ایک واقع ہوا لہذا ایک تسمیہ کافی ہے اور اگر ایک کو ذبح کرکے فوراً دوسری کو ذبح کرنا چاہتا ہے تو اس کو پھر بسم اللہ پڑھنی ہوگی پہلے جو پڑھ چکا ہے وہ دوسری کے لیے کافی نہیں ہے اس لئے کہ فعل متعدد ہو چکا ہے لہذا تسمیہ بھی علیحدہ پڑھنا ہوگی۔

ذبحِ اختیاری سے عاجز آنے کی صورتیں

○ ذَبح اختیاری سے عاجز آنے کی صورت میں ذَبح اضطراری کی طرف رجوع کیا جاتا ہے، عاجز ہونے کی چند صورتیں ملاحظہ فرمائیں:

- جانور بھاگ گیا اور پکڑنا مشکل ہے۔ مثلا بکری صحرا میں چلے گئی، گائے آبادی میں چلے گئی۔
- بکری کنویں میں گر گئی، ہلاک ہونے کا اندیشہ ہے اور ابھی جان باقی ہے۔
- جانور مثلا بھینسا کسی شخص پر حملہ کر دے۔

- جانور کسی جگہ دب گیا اور کسی صورت نکل نہیں رہا۔[105]
- مرغی اڑ کر درخت پر بیٹھ گئی، اندیشہ ہے کہ واپس نہیں آئے گی۔

- مذکورہ صورتوں میں جانور کو ذَبح کی نیت کے ساتھ تیر یا نیزہ وغیرہ آلے پر بسم اللہ پڑھ کر ماریں، حلال ہو جائے گا۔
- ذبح اضطراری میں گردن میں ہی ذبح کرنا ضرور نہیں بلکہ جس جگہ بھی زخمی کر دیا جائے کافی ہے۔
- کتا چھوڑنے والے یا تیر مارنے والے نے شکار کو زندہ پایا تو اب اسے ذبح کرنا واجب ہے، اگر نہ کیا تو حرام ہو گا۔ اگر ذبح کرنے کا کوئی آلہ نہیں ملا یعنی ذبح سے عاجز رہا اور جانور مر گیا تو حرام ہو جائے گا۔ اس لئے کہ عجز حرام کو حلال نہیں کر سکتا۔[106]

---

[105] فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۰، صفحہ ۲۲۸
[106] فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۰، صفحہ ۲۲۷

چوتھا باب

﴿کھانے یا نہ کھانے کے اعتبار سے جانور کے اعضا کی تفصیل﴾

جانور کے تقریباً بائیس (22) اعضا ہیں جن کا کھانا منع ہے بعض حرام بعض مکروہ و ممنوع	
(1) رگوں کا خون	(12) گوشت کا خون کہ بعدِ ذبح گوشت میں سے نکلتا ہے
(2) پتا	(13) دل کا خون
(3) مثانہ	(14) پِت یعنی وہ زرد پانی جو پتے میں ہوتا ہے
(4) علاماتِ نر	(15) ناک کی رطوبت، یہ بھیڑ میں اکثر ہوتی ہے
(5) علاماتِ مادہ	(16) پاخانے کا مقام
(6) غدود	(17) اوجھڑی
(7) حرام مغز	(18) آنتیں
(8) گردن کے دو پٹھے کہ شانوں تک کھنچے ہوتے ہیں	(19) نطفہ (مَنی)
(9) بیضے (کپورے)	(20) وہ نطفہ کہ خون ہو گیا
(10) جگر (کلیجی) کا خون	(21) وہ نطفہ کہ لوتھڑا ہو گیا
(11) تلی کا خون	(22) وہ کہ نطفہ پورا جانور بن گیا اور مردہ نکلا یا بے ذبح مر گیا

ماخذ ومراجع

نمبر	کتاب کا نام	مصنف	مطبوعہ
1	قرآن مجید	کلام اللہ عزوجل	
2	فیروز اللغات	الحاج مولوی فیروزالدین (متوفی ۱۳۶۸ھ)	فیروز سنز لمیٹڈ، کراچی
3	تفسیر ابن کثیر	امام ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر (متوفی ۷۷۴ھ)	دار الکتب العلمیہ، بیروت
4	صحیح مسلم	امام مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)	دار طیبہ، ریاض
5	مسند امام احمد بن حنبل	امام ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)	موسسۃ الرسالۃ، بیروت
6	المستدرک علی الصحیحین	امام حاکم نیشاپوری (متوفی ۴۰۵ھ)	دار الکتب العلمیہ، بیروت
7	المبسوط للسرخسی	امام محمد بن احمد سرخسی (متوفی ۴۸۳ھ)	دار المعرفۃ، بیروت
8	بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع	امام علاء الدین الکاسانی حنفی (متوفی ۵۸۷ھ)	دار الکتب العلمیہ، بیروت
9	الہدایہ فی شرح البدایہ	امام برہان الدین المرغینانی حنفی (متوفی ۵۹۳ھ)	دار احیاء التراث العربی، بیروت
10	تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق	امام فخر الدین زیلعی حنفی (متوفی ۷۴۳ھ)	المطبعۃ الکبری الامیریہ، قاہرہ
11	الفتاوی الہندیہ (فتاوی عالمگیری)	علامہ نظام الدین حنفی	دار الفکر، بیروت
12	رد المحتار علی الدر المختار	امام ابن عابدین شامی حنفی (متوفی ۱۲۵۲ھ)	دار الفکر، بیروت
13	العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ	امام احمد رضا خان (متوفی ۱۳۴۰ھ)	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
14	بہارِ شریعت	مفتی امجد علی اعظمی (متوفی ۱۳۶۷ھ)	مکتبۃ المدینہ، کراچی
15	الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ	جماعۃ من العلماء	وزارۃ الاوقاف والشئون الاسلامیہ، کویت
16	المکرمۃ النبویۃ فی الفتاوی المصطفویہ	مفتی محمد مصطفی رضا خان (متوفی ۱۴۰۲ھ)	مکتبۃ المدینہ، کراچی
17	فتاوی نوریہ	مفتی نور اللہ بصیر پوری (متوفی ۱۹۸۳ء)	دار العلوم حنفیہ فریدیہ، اوکاڑہ